لے گئے۔ بڑھیا نے حضور اکرم ﷺ کے الفاظ سنتے ہی زارو قطار رونا شروع کر دیا۔ آپ ﷺ جب نماز سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ! جب سے آپ ﷺ نے فرمایا ہے کہ بوڑھی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی، یہ بڑھیا رو رہی ہے۔

آپ نے فرمایا کہ اس سے کہہ دو کہ بوڑھی عورتیں جنت میں جائیں گی مگر جوان ہو کر جائیں گی۔ (مشکوٰۃ کتاب الاداب باب المزاح دوسری فصل)

(۳) نبی پاک ﷺ کے ایک دیہاتی زاہر نامی دوست تھے جو اکثر آپ ﷺ کو ہدیے بھیجا کرتے تھے۔ ایک روز بازار میں وہ اپنی کوئی چیز بیچ رہے تھے۔ اتفاق سے حضور اکرم ﷺ ادھر تشریف لے آئے۔ ان کو دیکھا تو بطور خوش طبعی چپکے سے پیچھے سے جا کر ان کو گود میں اٹھا لیا اور بطور ظرافت آواز لگائی کہ اس غلام کو کون خریدتا ہے۔ زاہر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ مجھے چھوڑ دو، کون ہے؟ مڑ کر دیکھا تو سرور عالم ﷺ تھے۔ حضرت زاہر نے کہا کہ "یا رسول اللہ ﷺ! مجھ جیسے غلام کو جو خریدے گا، نقصان اٹھائیگا۔ (مشکوٰۃ باب المزاح دوسری فصل)

مزید مزاحیہ باتیں فقیر کے رسالہ "اسلامی ہنسی مذاق" میں پڑھیے۔

فقط والسلام

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری

ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

میلادِ مصطفیٰ ﷺ

﴿مصنف﴾

جگر گوشۂ حضور غوث الاعظم جلالۃ العلم

حضرت علامہ سید محمد حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) رحمۃ اللہ علیہ

سابق امیر جامعہ نظامیہ و صدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن

﴿ناشر﴾

اویسی بُک سٹال

مختصر تعارف

جگر گوشۂ حضور غوث الاعظم، مجلاۃ العلم

حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) رحمۃ اللہ علیہ

سابق امیر جامعہ نظامیہ وصدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن

زندہ قومیں اسلاف کو فراموش نہیں کرتیں' بلکہ اُن کے شاندار ماضی کو مشعل راہ بنا کر اپنے حال کی راہ گذر کو روشن رکھتی ہیں' اُن کے یہ کارنامے نئی نسل کو عزم واستقلال' جرأت وہمت' دعوت وعزیمت کا سبق دے کر قول وعمل میں اخلاص' ارادوں میں استقامت' کردار میں بلندی اور نقطۂ نظر میں آفاقیت پیدا کرتے ہیں۔ اُن کے پیغام کی ہمہ گیری سے ظلمتوں کے پردے چاک ہوتے ہیں اور نئی نسلوں کو حیات نو حاصل ہوتی ہے۔

جگر گوشۂ حضور غوث الاعظم' مجلاۃ العلم' حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) رحمۃ اللہ علیہ سابق امیر جامعہ نظامیہ وصدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ حیدرآباد دکن کا شمار عالمی سطح کی ایسی ہی شخصیتوں اور علماء ربانی میں ہوتا ہے کہ تاریخ کے کئی نازک مرحلوں پر مسلمانوں کی بقاء جن کی کاوشوں کی رہین منت ہے۔ حضرت ممدوح بیک وقت عالم باعمل' مربی ومعلم' مفکر ومدبر' محقق ومصنف' ادیب وخطیب' داعی ومصلح' واعظ وناصح' عابد وزاہد' صوفی ومجاہد' عاشق الٰہی' محب رسول اور سیادت وقیادت کا ایسا پیکر جمیل تھے جن کی صورت وسیرت سے عالمانہ وصوفیانہ شکوہ کا اظہار ہوتا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نصف صدی سے زائد علم وعرفان کے اُفق کو روشن رکھا اور بین الاقوامی ادارۂ تحقیق' دائرۃ المعارف العثمانیہ' سوا سو سالہ قدیم ازہر ہند جامعہ نظامیہ' آل انڈیا مسلم پرسنل لاء بورڈ' صدر مجلس علماء دکن' رویت ہلال کمیٹی کے ذریعہ مسلمانانِ ہند میں دینی' فکری' اخلاقی اور تعلیمی بیداری کی بانگ درا دی اور اپنی ناقابل فراموش خدمات کے نقوش ثبت کر کے "مجلاۃ العلم" کا لقب پایا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ یکم شعبان المعظم ۱۳۳۲ھ/ ۲۶ جون ۱۹۱۴ء کو ایک سادات اور علمی گھرانے میں تولد ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خانوادہ علوم شریعت ومعرفت کا گہوارہ تھا۔ جہاں قال اللہ اور قال الرسول کی صدائیں گونجتی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد محترم کا نام مبارک حضرت میراں سید شاہ محمد پیر پادشاہ قادری قدس اللہ سرہ العزیز ہے۔

والد ماجد کے وصال کے بعد آپ رحمۃ اللہ علیہ کے برادر اکبر' فرید العصر' حقائق آگاہ' حضرت سید شاہ محمد فرید بادشاہ قادری (سجادہ نشین درگاہ شریف واقع گلشن باغ) نے سرپرستی فرمائی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد ماجد نے جب داعی اجل کو لبیک کہا اور راہی ملک بقا ہوئے تو مادر مہربان نے آپ کی تعلیم کے ساتھ تربیت میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا' چونکہ وہ خود صالحہ تھیں اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ایمانی جذبات کو اُبھارتے ہوئے دل ودماغ کی پوری طرح حفاظت و نگہداشت فرمایا کرتیں تاکہ کوئی غیر اسلامی نقش آپ کے ذہن پر مرتسم نہ ہو۔

حضرت مجلاۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ کی والدہ محترمہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اعلیٰ تعلیم دلوانے میں مکمل کوشش کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو گیارہ سال کی عمر ۱۹۲۳ء میں جامعہ نظامیہ میں داخل کرادیا گیا۔

تعارف جامعہ نظامیہ: ...... جامعہ نظامیہ ۱۲۹۲ھ/ ۱۸۷۵ء میں قائم کیا گیا' یہ مدرسہ ایک ایسا منبع علم وفن تھا کہ پورے مملکت آصفیہ (نظام اسٹیٹ) میں اُس وقت اس معیار کا کوئی اور مدرسہ نہ تھا' اُس دور کے علماء وفضلاء کی تشنگی بھی اسی جامعہ نظامیہ میں حاضر ہونے کے بعد ہی سیراب ہوتی تھی۔ شیخ الاسلام حضرت ابوالبرکات محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ العزیز اس کے بانی مبانی ہیں' اسلامی درس گاہوں کی تاریخ میں اس جامعہ کے قیام کا تذکرہ بجا طور پر سنہری حرفوں میں لکھے جانے کے قابل ہے۔ حضرت مجلاۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ نے اس عظیم دانش گاہ میں داخلہ لے کر علم دین کی باقاعدہ تحصیل وتکمیل کا آغاز کیا' پھر مختلف علوم وفنون میں مہارت حاصل کی درس نظامی کی تکمیل پر سند ودستار فضیلت حاصل کی اور حدیث نبوی میں تخصص حاصل کر کے "کامل الحدیث" کہلائے۔

اساتذہ کرام: ...... حضرت مجلاۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ نے جن اساتذہ کرام سے اکتساب علم وفن کیا وہ علوم وفنون کے ماہر' شفقت ومروت کے علاوہ تقویٰ وپرہیزگاری کا پیکر تھے' جن سینوں نے اپنے علوم کو حضرت مجلاۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ کے سینہ میں منتقل کر کے انہیں میراث نبوت کا حامل بنایا اُن میں آپ کے والد گرامی حضرت سید شاہ محمد پیر پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ فقیہ دکن حضرت مولانا سید محمود شاہ المعروف بہ ابوالوفاء الافغانی (وصال ۱۹۷۵ء)' خطیب شہیر' عالم کبیر حضرت

مولانا حاجی محمد منیر الدین (وصال ۱۴۰۷ھ)' محدث جلیل حضرت مولانا حکیم محمد حسین' مفتی صدارت العالیہ حضرت علامہ مفتی محمد رحیم الدین (وصال ۱۹۷۰ء)' استاذ الاساتذہ حضرت مولانا مفتی محمد عبدالحمید (وصال ۱۳۹۷ھ)' حضرت علامہ مفتی مخدوم بیگ (وصال ۱۹۵۶ء)' واعظ قوم حضرت علامہ مفتی سید محمود کان اللہ (وصال ۱۹۷۰ء) وغیرہم شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر' حدیث' فقہ' منطق' فلسفہ' کلام' مناظرہ' صرف' نحو' ادب' لغت' سیرت النبی ﷺ' تاریخ' سیر' بلاغت' معانی' عروض' فتویٰ نویسی' اصول تفسیر' اصول حدیث' اصول فقہ کی تحصیل کی' اور فرطِ ذکاوت' تیزیٔ ذہن' قوتِ حافظہ اور سرعت ادراک میں اپنے ساتھیوں سے سبقت لے گئے۔ انہیں اساتذہ کرام کی نظر کیمیاء اثر کا فیضان ہے کہ آپ کو "جلالۃ العلم والعمل" سے یاد کیا جاتا ہے اور کیا جائے گا۔

بیعت وخلافت:...... حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی شیخ طریقت حضرت سید شاہ محمد پیر پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر سلسلہ عالیہ قادریہ وچشتیہ میں بیعت کی۔ اس کے بعد اجازت وخلافت سے بھی سرفراز کئے گئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ سے فیض حاصل کرنے والوں میں عوام کے علاوہ ڈاکٹرز' انجینئرز' وکلاء' علماء' طلباء' امراء' فضلاء بھی شامل ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد و ارادتمند دُنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

عادات:...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی کی طرح ساری زندگی میں مذہب پسندی' مستقل مزاجی' حق گوئی وبے باکی اور سلوک کو اپنے لئے مخصوص کرلیا تھا۔

درس وتدریس:...... آپ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال درس وتدریس کا سلسلہ جاری رکھا کبھی مدرسے میں' کبھی مسجد میں' جامعہ نظامیہ میں بھی آپ نے کئی سال حدیث کی اُمہات الکتب کا یادگار درس دیا' اس کے علاوہ دولت کدہ پر بھی تعلیم وتعلم کا سلسلہ صبح سے شام تک جاری رہا کرتا تھا' جہاں دیگر طلباء کے علاوہ معزز علماء ومشائخ کے صاحبزادگان بھی آپ سے اکتساب علم وفن کیا کرتے تھے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سنت نبوی ﷺ کو اپناتے ہوئے شادی بھی کی اور اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو بیٹے' بیٹیوں کی دولت سے بھی نوازا۔

تصنیف وتالیف:...... دینی افکار کی حفاظت اور مذہبی اقدار کی مدافعت کے لئے

حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات بے مثال ہیں جو آپ کی علمیت' تحقیق وتدوین کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔ بلاشبہ ان کتابوں کے پڑھنے سے ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ شریعت وطریقت کے نازک فرق کو بتانے اور سلوک کے طریقے اُجاگر کرنے کے ساتھ ہی ادبی وعلمی حیثیت سے بھی بلیغانہ شان رکھتی ہیں' جو آپ کے عربی' اردو ادب میں کمال ورسوخ کی گواہ ہیں۔ آپ کی تصانیف میں قرآن وحدیث کے حوالے ملتے ہیں یا سلف صالحین کے اقوال جو آپ کے حسن عقیدت کے مظہر ہیں۔

فہرست تصنیفات وتالیفات' مقالات وتراجم' شروحات وحواشی

نام کتاب	موضوع	زبان
مقدمہ تفسیر ربانی........................	تفسیر	اردو
سبیل الرشاد........................	حدیث	ایضاً
تشریح حدیث اول مشکوٰۃ المصابیح........................	حدیث	ایضاً
حاشیہ الادب المفرد........................	حدیث	ایضاً
فلسفہ الادب المفرد........................	حدیث	ایضاً
فلسفہ زکوٰۃ اور مسائل حاضرہ........................	فقہ	ایضاً
رویت ہلال کی تحقیق اور عصری آلات سے استفادہ........	فقہ	ایضاً
مطلقہ کی عدت ونفقہ اور سپریم کورٹ کا فیصلہ........	فقہ	ایضاً
آل محمد کی شان وشوکت اور مال زکوٰۃ میں ان کا حصہ........	فقہ	ایضاً
بنی ہاشم وسادات اور زکوٰۃ وصدقات........................	فقہ	ایضاً
تین طلاق دینے کے باوجود کیا ایک ہی طلاق واقع ہوگی؟..	فقہ	ایضاً
بینک انٹرسٹ........................	فقہ	ایضاً
سورج گہن' اس کے اسباب' علل واغراض ومقاصد........	فقہ	ایضاً
پابری مسجد سے متعلق دیوبندی اور جامعہ نظامیہ کے فتوے اور ان کی تحقیق....	فقہ	ایضاً
جامع مسجد صراف بازار رائچور کے متعلق دارالعلوم حیدرآباد اور جامعہ نظامیہ کے فتاویٰ کی شرعی تحقیق........................	فقہ	ایضاً

ایودھیا مارچ حقائق کی روشنی میں	فقہ	ایضاً
انسان کامل	سیرت النبی	ایضاً
حقیقت محمدی ﷺ	سیرت النبی	ایضاً
عید میلادالنبی ﷺ	سیرت النبی	ایضاً
ھدایۃ الرشید للغوی المرید	عقائد و مناظرہ	ایضاً
ارشاد الرشید	ایضاً	ایضاً
عقائد ابن تیمیہ اور اعمال یزید	ایضاً	ایضاً
قومی یکجہتی اور عصر جدید کے نئے نئے فتنے	ایضاً	ایضاً
جوامع الکلم	عقائد و مناظرہ	اردو
النجم الثاقب	عقائد	ایضاً
استمداد و استعانت	عقائد	ایضاً
گستاخ رسول کی سزاء	ایضاً	ایضاً
اتمام الوفاء فی سیرت الخلفاء	تذکرہ وسیر	ایضاً
ابن تیمیہ علماء محققین کی نظر میں	ایضاً	ایضاً
حیدرآباد کے فسادات اور اس کے وجوہ و اسباب	سیاست مدن	ایضاً
کرفیو کی برخواستگی کے بعد	ایضاً	ایضاً
مدیر "الرسالہ" کا خواب اور اس کی تعبیر	ایضاً	ایضاً
شرح قصیدہ لامیۃ العجم	ادب عربی نظم	عربی
شرح قصیدہ بانت سعاد	ایضاً	ایضاً
حاشیہ قطف الازھار	ایضاً	ایضاً
حاشیہ نفخ والسلع	ایضاً	ایضاً
حاشیہ قصص الاطفال	ادب عربی نثر	ایضاً
حاشیہ الاناشید والمحفوظات المدرسیۃ حصہ اول	ادب عربی نظم	ایضاً
حاشیہ الاناشید والمحفوظات المدرسیۃ حصہ دوم	ایضاً	ایضاً

حاشیہ الاناشید والمحفوظات المدرسیۃ حصہ سوم	ایضاً	ایضاً
تلخیص النحو الواضح اول موسوم بہ قواعد رشیدیہ	قواعد عربی	اردو
تلخیص النحو الواضح اول موسوم بہ قواعد رشیدیہ حصہ دوم	ایضاً	ایضاً
تلخیص النحو الواضح اول موسوم بہ قواعد رشیدیہ حصہ سوم	ایضاً	ایضاً
حاشیہ مبادی القراءۃ الرشیدہ ۔۔۔ جزء اول	ادب عربی	عربی
حاشیہ مبادی القراءۃ الرشیدہ ۔۔۔ جزء ثانی	ایضاً	ایضاً
اہل عرب پر نزول قرآن کا اثر		اردو
سعودیہ میں ملازمت سے متعلق شرعی وضاحت		اردو
اصطلاحات المحدثین		اردو
لیلۃ مبارکہ		اردو
واقعۂ کربلا پر ایک محققانہ نظر		اردو
شرف نسب		اردو
بدعقیدہ گستاخ مقرر پالن جی کی تقریر کا رد		اردو
ختم نبوت کی حقیقت ایمانی نقطۂ نظر سے		اردو
بشائر الخیرات پر ایک بصیرت افروز تبصرہ		اردو

عالمی ادارہ تحقیق "دائرۃ المعارف العثمانیہ" میں خدمات:......از ہر ہند "جامعہ نظامیہ" کے جن سپوتوں نے علم و ادب اور تحقیق و تصحیح میں زندہ کارنامے چھوڑے ہیں اُن میں حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ امتیازی شان کے مالک ہیں۔ کیوں کہ حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ صرف ایک روایتی عالم، واعظ، معلم اور خانقاہی نظام کے علم بردار مشائخ ہی نہیں تھے بلکہ ایک ممتاز محقق، ماہر لسانیات، مخطوطہ شناس، ژرف نگاہ مصحح اور نقاد و ادیب بھی تھے۔ ۱۹۵۷ء سے ۱۹۷۷ء تک تقریباً بیس سالہ تحقیقی خدمات کو آپ کی علمی زندگی کا ماحصل قرار دیا جاسکتا ہے۔ جو بحیثیت ایڈیٹر و چیف ایڈیٹر آپ نے عالمی شہرت یافتہ ادارہ تحقیق "دائرۃ المعارف العثمانیہ" حیدرآباد الہند میں انجام دی ہیں۔

مادرِ علمی "جامعہ نظامیہ" میں بے لوث خدمات:...... کہا جاتا ہے کہ انسان کو

اپنی جائے پیدائش و وطن سے بیکراں محبت ہوتی ہے اس لئے کہ اس کی شخصیت اسی مٹی سے اٹھتی اور اُبھرتی ہے' اسی طرح ایک طالب علم کے لئے اس کا مدرسہ وطن علمی ہوتا ہے جہاں اس کی روح و قلب سنورتے ہیں جس کی وجہ سے اس کے در و دیوار سے ایک رشتہ محبت استوار ہو جاتا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے۔

ہمیں دُنیا سے کیا مطلب' مدرسہ ہے وطن اپنا
مریں گے ہم کتابوں پر' ورق ہوگا کفن اپنا

حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی مادرِ علمی اور اس کے بانی مبانی شیخ الاسلام حضرت محمد انوار اللہ فاروقی فضیلت جنگ رحمۃ اللہ علیہ سے بے پناہ محبت تھی جس کا اظہار آپ نے اپنی تقریروں و تحریروں میں جا بجا فرمایا ہے۔ بارگاہ خداوندی میں آپ کا یہ انداز محبت پسند آیا اور حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ کی رُوحانی کشش کے ذریعہ مادرِ علمی کی خدمت کا زریں موقع ہاتھ آیا۔

چنانچہ ۱۹۷۶ء میں دائرۃ المعارف کی خدمات سے سبکدوش ہونے کے بعد حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ نے مادرِ علمیہ جامعہ نظامیہ میں بحیثیت شیخ الجامعہ ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۱ء اور بحیثیت امیر جامعہ ۱۹۸۱ء سے ۱۹۹۳ء تک بے لوث و یادگار خدمات انجام دے کر جامعہ کے دورِ اوّل کی یاد تازہ کردی۔

سفرِ حج بیت اللہ' زیارت نبوی ﷺ و مقاماتِ مقدسہ:...... حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ اپنی معروف ترین حیات میں دو مرتبہ حج و زیارت نبوی ﷺ سے بھی مشرف ہوئے۔ ۱۹۷۶ء میں پہلی مرتبہ ۱۰ ۹ ۱۹ء میں دوسری مرتبہ ۱۹۷۶ء اور ۱۹۸۷ء میں عمرہ کی ادائیگی کے علاوہ عراق' نجف اشرف ہ' مینن اور امریکہ کا سفر بھی کیا' جہاں آپ کے علمی و تحقیقی مباحث و خطابات بھی ہوئے۔ اسی دوران سینکڑوں اصحاب نے آپ سے علمی و روحانی استفادہ بھی کیا۔

وفاتِ حسرت آیات:...... حضرت جلالۃ العلم رحمۃ اللہ علیہ نے بہ فضل خداوندی ۸۷ سال کی عمر طویل پائی۔ ۱۹۹۸ء کے اوائل میں آپ کی طبیعت میں ناسازی نے طول پکڑا اور ''مریض عشق پر رحمت خدا کی' مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی'' کے بمصداق آپ کی علالت شدت اختیار کرتی گئی اس کے بعد آپ کو دو مشہور ہاسپٹل میں شریک کیا گیا جہاں آپ کا علاج و معالجہ جاری رہا' کچھ عرصہ بعد آپ پر بے ہوشی طاری ہوگئی' بالآخر ۱۸ جمادی الثانی ۱۴۱۹ھ/

۱۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ صبح دس بجے علم و عمل اور رشد و ہدایت کا یہ چراغ گل ہوگیا...... اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔ مگر اس چراغ نے علم و فن کے جو سینکڑوں چراغ روشن کردیئے ان کی روشنی فضا اور ماحول دونوں کو منور رکھے گی۔

دل اپنی طلب میں صادق تھا' بے تاب سوئے مطلوب گیا
دریا سے یہ موتی نکلا تھا' دریا ہی میں جا کر ڈوب گیا

نمازِ جنازہ و تدفین:...... ۱۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء نمازِ جنازہ بعد ظہر تاریخی مکہ مسجد میں ادا کی گئی' خلف اکبر و جانشین مولانا سید شاہ بدر الدین قادری الجیلانی نے نماز جنازہ پڑھائی' ہزاروں مریدین و معتقدین نے نماز جنازہ میں شرکت کی' تقریباً دو گھنٹوں تک آخری دیدار کرایا گیا۔ نماز ظہر خطیب مکہ مسجد مولانا عبد اللہ قریشی الازہری نے پڑھائی۔ جلوس جنازہ مکہ مسجد سے دو پہر اڑھائی بجے نکلا اور براہ لاڑ بازار چوک حسینی علم سے ہوتا ہوا احاطۂ درگاہ حضرت موسیٰ قادری پہنچا' جہاں حضرت جلالۃ العلم رشید پادشاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے جسد خاکی کو بادیدۂ نم سپرد لحد کیا گیا۔

راقم الحروف نے ۰۳-۰۱-۲۰۰۸ کو ایک کتاب ''مجلالۃ العلم'' خریدی' جو کہ جلالۃ العلم حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری الجیلانی (رشید پادشاہ) رحمۃ اللہ علیہ کی حیات' علمی و تحقیقی کتب اور مضامین پر مشتمل ہے اور بڑے سائز کے تقریباً پونے چھ سو صفحات پر پھیلی ہوئی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی بھی اسی کتاب سے اخذ کئے گئے ہیں۔

اس کتاب ''مجلالۃ العلم'' میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جو مضامین اور کتابیں درج ہیں' اُن کی تعداد تقریباً چھبیس (۲۶) ہے' شائقین کتب کے ذوق کے لئے اُن کے نام پیش خدمت ہیں۔

(۱) مقدمہ تفسیر ربانی (۲) فلسفہ زکوۃ اور مسائل حاضرہ (۳) مطلقہ کی عدت و نفقہ اور سپریم کورٹ کا فیصلہ (۴) بنی ہاشم و سادات اور زکوۃ و صدقات (۵) تین طلاق دینے کے باوجود کیا ایک ہی طلاق واقع ہوگی؟ (۶) بینک انٹرسٹ (۷) انسان کامل (۸) حقیقت محمدی ﷺ (۹) عید میلاد النبی ﷺ (۱۰) ھدایۃ الرشید للغوی المرید (۱۱) ارشاد الرشید (۱۲) عقائد ابن تیمیہ اور اعمال یزید (۱۳) قومی یکجہتی اور عصر جدید کے نئے نئے فتنے (۱۴) النجم الثاقب (۱۵) استمداد و استعانت (۱۶) حیدرآباد کے فسادات اور اس کے وجوہ و اسباب (۱۷) مدے

''الرسالۃ'' کا خواب اور اس کی تعبیر (۱۸) اہل عرب پر نزول قرآن کا اثر (۱۹) سعودیہ میں ملازمت سے متعلق شرعی وضاحت (۲۰) اصطلاحات المحدثین (۲۱) لیلۃ مبارکۃ (۲۲) واقعۂ کربلا پر ایک محققانہ نظر (۲۳) شرف نسب (۲۴) بدعقیدہ گستاخ مقرر پالن جی کی تقریر کا رد (۲۵) ختم نبوت کی حقیقت ایمانی نقطۂ نظر سے (۲۶) بشارۃ الخیرات پر ایک بصیرت افروز تبصرہ

اسی مجموعے میں سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''عید میلاد النبی ﷺ'' اور دو مضمون ''حقیقت محمدی ﷺ'' اور ''بشارۃ الخیرات پر ایک بصیرت افروز تبصرہ'' کو عوام و خواص کی بھلائی کے لئے ''میلادِ مصطفیٰ ﷺ'' کے عنوان سے زیور طباعت سے آراستہ کیا جارہا ہے۔ یہ کتاب حیدر آباد دکن میں کئی بار چھپ چکی ہے اور وہاں کے مقامی اخبارات میں اس پر تبصرے بھی شائع ہو چکے ہیں' اُن تبصروں کے دو اقتباس بھی شامل کتاب ہیں۔ اس کی تسہیل و تزئین اور ترتیب جدید کی سعادت راقم الحروف کے حصے میں آئی' پروف ریڈنگ راقم سمیت حضرت علامہ مولانا محمد نعیم اللہ خاں قادری' بی ایس سی... بی ایڈ... ایم اے... اردو... پنجابی... تاریخ (آف کاموکی) نے فرمائی۔ قرآنی آیات کا ترجمہ' اعراب اور حوالے بھی لگا دیئے گئے' مشکل الفاظ کے معانی کو بھی آسان الفاظ کا پیراہن پہنانے کی کوشش کی گئی ہے' فارسی اشعار کے ترجمے کی سعادت اپنے محترم والمقام محمد ظہیر خاں صاحب (آف ایمن آباد شہر) کے حصے میں آئی۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے پیارے حبیب محمد مصطفیٰ ﷺ کے صدقے اس کتاب کو مصنف' معاونین' ناشر سمیت ہم سب کے لئے صدقۂ جاریہ اور آخرت کے لئے نجات کا ذریعہ بنائے نیز حضور پرنور ﷺ کے در اقدس کی بار بار مقبول حاضری اور شفاعت اُخروی کی سعادت سے مالا مال فرمائے اور اتباع سنت کے ساتھ باقی زندگی گذارنے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین...... بجاہ سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم۔

ریاست علی مجددی

۱۶ر صفر المظفر ۱۴۳۳ھ

حقیقت محمدی ﷺ

(حب نبوی ﷺ کا جزء ایمان ہونا بلکہ اصل ایمان' عرفان و محبت اور عشق و فدائیت کی شان' حسن صورت میں بے مثال و لاجواب اور سیرت و اخلاق میں قرآن' اتباع نبوی ﷺ پر محبوبیت کا اعلان' حب آل نبی ﷺ کا فیضان)

اسلام کا بنیادی اُصول حبیب پاک ﷺ کی محبت و اتباع ہے۔ بزرگانِ دین کی تبلیغ اور اُن کے مواعظِ حسنہ میں حب نبوی ﷺ پر ہی ہمیشہ سے زور دیا جاتا رہا ہے اور یہی ایک ایمان کی جان ہے۔ ڈاکٹر علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ:- جو مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں دین اُن کا ہے اگر آپ ﷺ کے ساتھ محبت نہیں کرتے تو وہ ابولہب جیسے ہیں۔

حضور انور ﷺ ہمہ تن جان پاک ہیں اور آپ ﷺ کا جسم اطہر ہماری روحوں سے بھی لطیف تر۔ حضرت علامہ جامی رحمۃ اللہ علیہ نے فدائیت کے والہانہ جذبہ کے ساتھ بدن پاک کی اسی لطافت و پاکیزگی کا اظہار قسم کھاتے ہوئے اپنے منظوم کلام میں اس طرح فرمایا ہے۔

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاکتر روحی فداک اے نازنیں

ترجمہ:- آپ ﷺ کا وجود مبارک مکمل طور پر پاک ہے اے دیکھنے والے اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی جان پر ہماری پاکتر روحیں بھی فدا ہیں۔

جسمانی لطافت کے سلسلہ میں "حضور ﷺ کے لئے سایہ نہ تھا" کا جس حدیث شریف سے استدلال کیا جاتا ہے اُس پر بعض نے کلام کیا تو حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ حدیث کی تائید تو خود قرآن کریم کی اس آیت شریفہ سے ہوتی ہے......

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ" ﴿پ ۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۵﴾

ترجمہ:- بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور (یعنی محمد ﷺ) آ گیا ہے اور ایک روشن کتاب (یعنی قرآن مجید)۔

اس آیت میں حضور ﷺ کو نور کہا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ نور کے لئے سایہ نہیں ہوتا۔ قرآن پاک کے اس واضح بیان سے حقیقت محمدی ﷺ کا انکشاف ہو رہا ہے۔

(پ ۱۸ سورۃ نور آیت شریف ۱۲) "لَوْ لَاۤ اِذْ سَمِعْتُمُوْهُ ظَنَّ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بِاَنْفُسِهِمْ خَیْرًا ۙ وَّ قَالُوْا هٰذَاۤ اِفْكٌ مُّبِیْنٌ ○" (ایسا کیوں نہ ہوا کہ جب تم نے اس (بہتان) کو سنا تھا تو مومن مرد اور مومن عورتیں اپنوں کے بارے میں نیک گمان کر لیتے اور (یہ) کہہ دیتے کہ یہ کھلا (جھوٹ پر مبنی) بہتان ہے) کی تفسیر کرتے ہوئے امام نسفی نے "تفسیر مدارک التنزیل ج ۲، ص ۴۹۳ مطبوعہ بیروت" میں حدیث افک یعنی اُم المومنین پر بہتان تراشی کے قصہ کے سلسلہ میں حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بیان کی ہے کہ آپ نے حضور ﷺ سے عرض کیا تھا، آپ کا سایہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر اس لئے نہیں ڈالا کہ کہیں کوئی شخص اس سایہ پر اپنا قدم نہ رکھ دے اور جب اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کے سایہ پر قدم رکھنے کا کسی کو موقعہ تک نہ دیا ہو تو کیا پھر وہ کسی کو آپ ﷺ کے حرم کی بے حرمتی کا موقعہ دے گا (نہیں)۔ حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی جسد اطہر پر مکھی نہ بیٹھنے سے استدلال کر کے منافقین کی تکذیب و تردید کی اور حضور ﷺ کو تسلی دی تھی۔ مولا علی رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت

"تفسیر مدارک" میں بیان کی گئی ہے۔ (جو شریک نصاب مولوی فاضل جامعہ نظامیہ ہے) دین اسلام میں ایمان کے ساتھ عمل کی ضرورت بھی ایک امر مسلم ہے اور اسکی اہمیت سے انکار کی گنجائش نہیں۔ مگر عمل کا سوال ایمان کے بعد کا ہے اور حب نبوی ﷺ داخل ایمان و جزء ایمان ہے۔ صحیحین کی متفق علیہ حدیث شریف ہے شیخین رحمہما اللہ امام بخاری و امام مسلم نے اپنی اپنی سند سے حضرت انس رضی اللہ عنہ تک یہ روایت پہنچائی ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے اس وقت تک کوئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں اس کے پاس زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں اس کے والد و اولاد اور تمام لوگوں سے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ حب نبوی ﷺ سب پر مقدم ہے۔ اصول و فروع (ماں باپ) اور دیگر تمام دوست احباب، اعزہ و اقرباء سے بڑھ کر ایمان کے لئے حبیب پاک ﷺ کی محبت درکار ہے۔ ایک روایت میں یہ بھی وارد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ میرے دل میں سب سے زیادہ آپ ﷺ کی محبت ضرور ہے مگر اپنے نفس کی محبت زائد پاتا ہوں تو ارشاد ہوا کہ ابھی تم مومن نہیں ہوئے، اس کے بعد جب دستِ مبارک اُن کے سینہ پر رکھا تو کایا پلٹ دی، دل کی کیفیت بدل گئی اور حب نبوی ﷺ سے قلب معمور ہو گیا۔ عرض کیا کہ اب میں آپ ﷺ کی محبت اپنے نفس سے بھی زائد پاتا ہوں۔ ارشاد ہوا اب تم مومن ہوئے۔

قرآن کریم کی اس آیت میں بھی اسی طرف اشارہ ملتا ہے......

"مَا كَانَ لِاَهْلِ الْمَدِیْنَةِ وَ مَنْ حَوْلَهُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ اَنْ یَّتَخَلَّفُوْا عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ وَ لَا یَرْغَبُوْا بِاَنْفُسِهِمْ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ" ﴿پ ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت ۱۲۰﴾

ترجمہ:- اہل مدینہ کو اور جو اُن کے آس پاس دیہاتی رہتے ہیں اُن کو شایاں نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے رہ جائیں اور نہ یہ کہ اپنی جانوں کو ان کی جان سے زیادہ عزیز رکھیں۔

اعمالِ حسنہ در حقیقت اسی کی شاخ ہیں' بلکہ اسکا ثمرہ ونتیجہ ہیں۔ حسن خاتمہ کا دارومدار بھی محبت رسول ﷺ پر ہے اور عاقبت وآخرت کی ساری بھلائی وخیر وخوبی حب نبوی ﷺ پر موقوف ہے۔

سچ ہے عمل ہی قبر کا سرمایہ ہے مگر
افضل ہے ہر عمل سے محبت رسول ﷺ کی

استاذ جلیل رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اسی طرح حشر کے بارے میں فرمایا ہے......

اصل میں حب نبی ﷺ حشر میں کام آئی جلیل
کام اس وقت میں نہ زہد آیا نہ تقوی آیا

انسانی خصوصیات میں سے ایک امتیازی خصوصیت محبت ہے۔ فرشتے بھی اس سے محروم ہیں' قلب مومن جو مرکز محبت ہے نہ صرف محل ایمان ہے بلکہ جلوہ گاہِ حق بھی ہے' بلحاظ حالات محبت میں کمی بیشی بھی ہوتی رہتی ہے' انتہائے محبت کا نام عشق ہے جس کا ظہور فدائیت کی صورت میں ہوا کرتا ہے' محبت کرنے والا اس مقام تک اگر پہنچ جائے تو اپنے محبوب پر سے نہ صرف مال ومتاع کو بلکہ خود اپنے آپ کو اصول وفروع یعنی ماں باپ کو آل واولاد سب کو قربان کردیتا ہے۔ جیسا کہ احادیث شریفہ میں "بل نفدیك یارسول اللہ باباءنا وامھاتنا واموالنا وابناءنا وانفسنا" اصحاب کرام کی پیشکش کے اندر فدائیت کی مذکورہ بالا پوری صراحتیں پائی جاتی ہیں۔

چمنے کہ تا قیامت گل او بہار بادا
صنمے کہ بر جمالش دو جہاں نثار بادا

ترجمہ:- چمن میں قیامت تک ہمیشہ پھول کھلتے رہیں گے اور بہار آتی جاتی رہے گی ایسے کہ جس کے حسن پر دو جہاں نثار کردیئے جائیں۔ (اس سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ کی مثال ہمیشہ تروتازہ رہنے والے چمنستان کی سی ہے اسی لئے

آپ ﷺ کے حسن پر دو جہاں نثار ہونے کو تیار رہتے ہیں)

آقائے نامدار ﷺ پر سے اپنے آپ کو قربان وفدا کردینے کی تعبیر سلوک میں فنافی الرسول سے کی جاتی ہے' اس کے بعد فنافی اللہ کی آخری نوبت آتی ہے' جو بقاباللہ کا وسیلہ بن جاتی ہے۔

تو مباش اصلا کمال اینست و بس
رو درو گم شو وصال اینست و بس

ترجمہ:- حضور نبی کریم ﷺ کی محبت کے بغیر تم ہرگز مکمل نہیں ہوسکتے اگر آپ ﷺ کی محبت نہیں تو کچھ بھی نہیں' رونے سے تکلیف جاتی رہے وصال یہیں ہے اور بس۔

اطاعت واتباع سب بعد کی باتیں ہیں مرتبہ محبت ان سے پہلے ہے اور معرفت وشناخت تو محبت پر بھی مقدم ہے لہٰذا معرفت رسول کی جانب توجہ پہلے مبذول کرائی جاتی ہے۔ عرفان رسول کی بناء پر اللہ تعالیٰ نے ان اصحاب کرام کی تعریف فرمائی ہے جو پہلے اہل کتاب تھے۔ علمائے یہود ونصاریٰ اپنے بیٹوں کو جیسے پہچانتے تھے ویسے ہی نبی آخرالزماں ﷺ کو پہچانتے تھے' جیسا کہ قرآن پاک میں ہے......

"اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰھُمُ الْکِتٰبَ یَعْرِفُوْنَهٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَھُمْ"

(پ ۲ سورۃ البقرۃ آیت ۱۴۶)

ترجمہ:- جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی ہے وہ پہچانتے ہیں انہیں جیسے وہ پہچانتے ہیں اپنے بیٹوں کو۔

احبار یہود میں سے حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے دریافت کیا کہ آیہ "یعرفون" میں جو معرفت بیان کی گئی ہے اس کی کیا شان ہے۔ انھوں نے فرمایا: اے عمر! میں نے حضور ﷺ کو دیکھا تو بے اشتباہ پہچان لیا اور حضور ﷺ کو میرا پہچاننا اپنے بیٹوں کو پہچاننے سے بدرجہ اُتم واکمل

(سب سے اچھا و بھلا) ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا: یہ کیسے؟ انھوں نے کہا: میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور ﷺ اللہ کی طرف سے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوصاف ہماری کتاب تورات میں بیان فرما دیئے ہیں۔ ایسا یقین بیٹے کی طرف سے کس طرح ہوا۔ عورتوں کا حال ایسا قطعی کس طرح معلوم ہو سکتا ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن کا سر چوم لیا۔ یہ تھی قرآنی شہادت در بارہ معرفت رسول ﷺ۔

دربار نبوی ﷺ کے شاعر حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے الہامی کلام میں (جنھیں حضور ﷺ کی دُعاؤں سے روح القدس کی تائید حاصل ہوا کرتی تھی) عرفانِ نبی ﷺ کے انوار اس طرح ظاہر ہو رہے ہیں۔

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِي
وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ
خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ
كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

ترجمہ:- اور میری آنکھ نے آپ سے زیادہ اچھا کسی کو نہیں دیکھا اور عورتوں نے آپ سے بڑھ کر حسین و جمیل کسی کو نہیں جنا۔ آپ بے عیب ایسے پیدا کیے گئے' گویا کہ آپ خود جیسا چاہتے ویسا پیدا کر دیئے گئے۔

نورِ مجسم ﷺ کے بے عیب سراپا کے تعلق سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کا یہ ایک جامع بیان تھا۔ اب اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی بھی صرف ایک روایت ملاحظہ کیجئے جو انسانِ کامل ﷺ کی پوری حیات طیبہ پر روشنی ڈالتی ہے۔ حضور ﷺ کے اخلاق گراں مایہ کے بارے میں جب آپ سے سوال کیا گیا تو آپ نے سائل سے پوچھا: کیا آپ قرآن نہیں پڑھتے' اُس کے بعد فرمایا "كان خلقه القرآن" (آپ کے اخلاق یعنی زندگی کا عملی پہلو قرآن تھا) دُنیا میں کسی کو کسی سے جب محبت ہوتی ہے

اُس کے دو ہی اسباب ہوتے ہیں' ایک جمال دوسرا کمال۔ حضور پُر نور صورت و سیرت کے ان ہر دو اعتبار سے خلق خدا میں لاجواب و بے مثال ہیں۔ آپ ﷺ اللہ کے نور سے ہیں اور ساری کائنات آپ ﷺ کے نور سے۔

"و صلی اللہ علی نور کز و شد نور ہا پیدا"

باایں ہمہ' محبت آپ ﷺ سے نہ ہو گی تو پھر کس سے ہو گی۔ ایسے محبوب پر جان و دل سے فدا اگر نہ ہوں گے تو پھر آخر کس پر ہوں گے۔

عرفان نبی ﷺ کے سلسلہ میں بعض ایسے بزرگوں کے بیانات اوپر پیش کیے گئے ہیں' جنہوں نے ایمان کی آنکھوں سے حضور ﷺ کو دیکھا تھا۔ لیکن معرفت کے لئے ایسا دیکھنا بھی کوئی شرط لازم نہیں۔ خواجہ اویس قرنی رضی اللہ عنہ جیسے عارف و عاشق کب آپ کو دیکھے تھے۔ آپ طبقہ صحابہ سے نہیں' زمرہ تابعین سے ہیں۔ اسی لئے حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پاکاں نہ دیدہ روئے تو جاں دادہ اندر کوئے تو
اینک بگرد کوئے تو صد جان پاک اے نازنیں

ترجمہ:- مقربوں (بلند مرتبہ عظیم شخصیات) کی شان کو دیکھ کر تمہیں (رونا) حسد نہیں کرنا چاہیے' تیرا نصیب گلی کوچہ کے درمیان ہی ہے۔ (یعنی تیرے قریب ہی ہے) بلکہ تو اپنی قسمت پر شاکر رہ۔ جو تمہارا نصیب ہے وہی تمہارے لئے پاکیزہ تر ہے اے دیکھنے والے۔

الحاصل ترتیب کے لحاظ سے معرفت و شناخت پہلے ہوا کرتی ہے اور اس کے بعد محبت پیدا ہوتی ہے۔ محبت کی انتہا عشق کہلاتی ہے اور عشق کا تقاضہ فدائیت اور قربانی ہوتا ہے۔ محبت پیدا ہو جانے سے محبوب کی اطاعت و فرماں برداری کا جذبہ ابھرتا ہے۔ فی الواقع اطاعت ثمرہ محبت ہے اور اس کا نتیجہ دعوے محبت کا ثبوت بھی اطاعت سے ملتا ہے۔ محبت اگر دل میں نہ ہو تو اعضاء و جوارح سے فرماں برداری و اطاعت کا

ظہور بھی نہیں ہوتا۔ قرآنِ کریم میں "وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ" کے ساتھ ساتھ "فَاتَّبِعُوْنِیْ" کے بھی احکام ملتے ہیں۔ اطاعت واتباع میں بڑا فرق ہے۔ اتباع کا مقام اطاعت سے بہت اونچا ہے۔ اس لئے کہ اطاعت جب نام ہے تعمیل حکم اور فرماں برداری کا تو اطاعت کے لئے حکم کا انتظار ضروری ہو گیا۔ اس کے برخلاف اتباع میں حکم کا کوئی انتظار نہیں رہتا بلکہ محبوب کے نقشِ قدم پر چلنے کی اور اس کا رنگ روپ اختیار کرنے کی جو کوشش کامل محبت میں بطورِ خود کی جاتی ہے اُسے اتباع کہتے ہیں۔ اسی لئے حبیب پاک ﷺ کے متبعین، آپ ﷺ کی اتباع و پیروی کی بدولت مقامِ محبوبیت پر فائز ہوتے ہیں اور خود بھی محبوبِ خدا بن جاتے ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے......

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

﴿پ ۳ سورۂ آل عمران ۳۱﴾

ترجمہ:- (اے حبیب!) آپ فرمادیں کہ لوگو! اللہ سے تم اگر محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کریگا۔

اس طرح حبیب پاک ﷺ کی اتباع و پیروی کرنے والے بموجب وعدہ الٰہی محبوبانِ خدا ہو گئے۔ ان میں سے بعض اولیائے کاملین تو کمال اتباع کے باعث "محبوبِ الٰہی" اور "معشوقِ ربانی" جیسے القاب کے ساتھ پکارے جانے لگے۔ یہ ہے حبِ نبوی ﷺ کا فیضان جو اتباع اور کمال اتباع کے درجے طے کراتے ہوئے بالآخر یہاں تک پہنچا دیا۔

خاتمہ پر ایک اہم بات بتا دینا ضروری ہے جو یاد رکھنے کے لائق ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے چاہنے والے اور پیروی کرنے والے کی جب یہ شان ہے تو رسول ﷺ کے چہیتوں کی عظمت وشان کا کیا عالم ہوگا۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی متفق علیہ حدیث ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہ دُعاء فرمائی

"اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ احبه فاحبه واحب من یحبه" (اے اللہ! میں اس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اسے اپنا محبوب بنالے اور ہر اُس شخص کو محبوب بنالے جو اس سے محبت رکھے) نصِ حدیث سے سبطِ رسول ﷺ کا اپنے نانا جان کے پاس محبوب ہونا ثابت ہوا، اور حضور ﷺ کی دُعا سے یہ بھی ثابت ہوا کہ امام ہمام اور ان کے تمام چاہنے والے محبوبانِ خدا ہیں۔ آلِ نبی ﷺ کے اس تعلقِ جزئیت وقربِ خاص کی بناء پر صلوٰۃ وسلام عرض کرتے وقت نبی کریم ﷺ کے ساتھ آلِ نبی ﷺ کو بھی شریک کرنا پڑتا ہے۔ کتاب وسنت کی روشنی میں حبِ نبوی ﷺ کے ساتھ محبت اہل بیت بھی اہل سنت والجماعت کے مسلک میں جزو ایمان ہے اور محبوبیتِ حق کا وسیلہ۔ خوارج اس سے بے بہرہ ہیں جیسے کہ روافض اصحابِ کرام رضی اللہ عنہم سے برگشتہ اعتدال سے ہٹ جانے اور افراط وتفریط میں پڑ جانے کی وجہ سے دونوں فرقے باطل پر ہیں اور اہل حق ہر دو سے بیزار۔

حکیم الامۃ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کی مناجات میں ہے۔

الٰہی بحق بنی فاطمہ کہ بر قولِ ایماں کنی خاتمہ
اگر دعوتم رد کنی ور قبول، من و دست و دامانِ آلِ رسول

ترجمہ:- یا اللہ اولادِ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے صدقے ہمارا خاتمہ ایمان پر فرمانا۔ اگر ہم دعوت دیں (مکمل دعوت) اور وہ قبول ہو جائے تو مجھے آلِ رسول ﷺ کے دامن میں پناہ دے......آمین

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیْبُ وَ صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِهٖ حَبِیْبِنَا وَشَفِیْعِنَا وَسَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِیْنَ
وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

روزنامہ ''سیاست'' کا وقیع تبصرہ

روزنامہ سیاست (۲۵ر جولائی ۱۹۹۷ء) میں ایک وقیع تبصرہ اس کتاب ''عید میلاد النبی ﷺ'' پر شائع ہوا۔ ایک اہم اقتباس یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

''چند برس قبل تقاریب عید میلاد کے ترک کر دینے کے ایک فتویٰ کے اجراء ہونے کے بعد سے اس موضوع سے متعلق عامۃ المسلمین کی دل چسپی میں بے حد اضافہ ہو گیا اور عام اضطراب پھیل گیا۔ حضرت علامہ سید حبیب اللہ قادری (رشید پادشاہ مدظلہ) سابق امیر جامعہ نظامیہ و متوظف صدر مصحح دائرۃ المعارف العثمانیہ و معتمد صدر مجلس علمائے دکن نے متعدد اشخاص اور تنظیموں کی خواہش پر اس اہم اور مقدس موضوع پر قلم اٹھایا اور ایک نہایت مدلل' جامع اور معلومات آفریں رسالہ بہ عنوان ''عید میلاد النبی ﷺ'' لکھا جو اس موضوع پر نہایت اعلیٰ' معیاری' حقیقی اور مستند مواد پر مشتمل ہے۔ زیر تبصرہ رسالہ کا دوسرا ایڈیشن پیش نظر ہے' جو اُردو میں ۶۴ عنوانات کے تحت موضوع سے متعلق ہر پہلو پر ٹھوس اور مستند معلومات پر مبنی مواد فراہم کرتا ہے۔ اس کی تدوین خالص علمی طرز پر کی گئی ہے۔ حضرت مصنف مدظلہ نے اپنے اعلیٰ مزاج کے موافق اس کی تہذیب و ترتیب فرمائی ہے' اس بات سے اہم اس کا تحقیقی مواد ہے جو میلاد النبی ﷺ کی تقاریب کے انعقاد کے ضمن میں عامۃ المسلمین کی واقعی تشفی کا باعث ہے۔ سنت و بدعت کی حقیقت' اظہار مسرت کا جواز' یادگار کی دینی حیثیت' میلاد النبی ﷺ پر خوشی منانے کی توجیہ' تعیین دن کی حقیقت' بدعت کی اقسام' وسیلہ اور اس کی حقیقت' شب میلاد کے عجائب و فوائد' تقاریب میلاد کی حکمتیں' مجالس

میلاد کی تاریخ' اظہار سرور' تعیین وقت اور اطعام طعام سے متعلق علمی مباحث نے اس کتاب کی وقعت و اہمیت میں بے پناہ اضافہ کر دیا ہے۔ حضرت مصنف مدظلہ کا اسلوب بیان اس قدر رواں اور دل آویز ہے کہ قاری کی توجہ کتاب سے ہٹتی نہیں۔ عالمانہ طرز نگارش' مدلل گفتگو اور خطیبانہ انداز کے باوصف ہر سطح کے پڑھنے والے کے لئے قابل فہم تحریر' حضرت کی قلمی کرامت اور موضوع کی تقدیس کا فیضان ہے۔ بلاشبہ یہ کتاب ہر گھر میں موجود ہونی چاہئے۔ بالخصوص آج کے اس دور میں جب کہ دین پسندی کی تازہ لہرا ٹھی ہے۔ اس قدر اہم موضوع پر یہ کتاب ایک قابل قدر علمی تحفہ ہے''

-•●⁘❋⁘●•-

میلاد النبی ﷺ کے متعلق ایک فتوے سے مسلمانانِ عالم کا جذبہ عقیدت مجروح ہوتا تھا' اس صورت حال نے علامہ رشید پادشاہ کو بے قرار کر دیا۔ علامہ حب نبوی ﷺ سے ایسے سرشار تھے کہ تمام زندگی اپنے خطبات و تحریرات میں حضور نبی کریم ﷺ کی مدح سرائی کرتے رہے' ایسے فتویٰ کو کیسے برداشت فرماتے جس سے شانِ رسالت ﷺ پر حرف آتا تھا۔ بقول حضرت فصاحت جنگ جلیل وہ تو اس بات کے قائل تھے۔

صرف حب نبوی ﷺ حشر میں کام آئی جلیل
طاعتیں آئیں نہ زہد آیا نہ تقویٰ آیا

علامہ نے ''عید میلاد النبی ﷺ'' نامی کتاب لکھ کر اس فتویٰ کو بے اثر کر دیا۔

-•●⁘❋⁘●•-

انتساب

تو جان پاکی سر بسر نے آب وخاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاکتر روحی فداک اے نازنیں
پاکاں ندیدہ روے تو جاں دادہ اندر کوے تو
اینک بگرد کوے تو صد جان پاک اے نازنیں

میں اپنے والدین کریمین (قبلۃ الباطن حضرت سید شاہ محمد پیر پادشاہ صاحب قادری و حضرت سیدہ بی بیگم صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا) کی طرف "عید میلاد النبی ﷺ" کے اس مقالہ کو منسوب کرنے کی عزت وسعادت حاصل کر رہا ہوں' جو عشاقان وفدائیان حبیب پاک ﷺ سے تھے اور میں انہی آفتاب و ماہتاب کا ایک ذرۂ بے مقدار ہوں۔

نہ شبم نہ شب پرستم کہ حدیث خواب گویم
چو غلام آفتابم ہمہ از آفتاب گویم

انہی (والدین) کی سرپرستی میں جذبۂ جاں نثاری وحسن عقیدت ہماری گھٹی میں پڑا ہے۔ "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ" (اعمال کا دارومدار خاتموں پر ہے....بخاری) والدین کے حسن خاتمہ کا حال مخلصین ومحبین کے لئے ہمت افزا ہے' جبکہ تادم زیست' عشق ومحبت پر عمل پیرا رہیں' جو عمل قلب ہے اور بہت زائد اہم' یوں بھی ایک حدیث شریف میں "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" بھی آیا ہے کہ "اعمال کا اعتبار نیتوں سے ہے......بخاری" اور نیت خود بھی ایک عمل قلب ہے۔

"وَمَا اُمِرُوْا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ"

(۱)......۲۸/ جمادی الاولی ۱۳۴۳ھ کو جمعہ کی رات آخری شب میں بوقت

وفات' حبیب پاک ﷺ کی شان میں بہ اُمید شفاعت ودستگیری والد بزرگوار نے امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر پڑھا:

هُوَ الْحَبِیْبُ الَّذِیْ تُرْجٰی شَفَاعَتُہٗ
لِکُلِّ ھَوْلٍ مِّنَ الْاَھْوَالِ مُقْتَحِمِ

ترجمہ:- وہی ہیں ایسے حبیب پاک جن کی شفاعت کی اُمید کی جاتی ہے' نازل ہونے والی ہر ایک ہولنا کی کے وقت' جو حادثات میں سے ہے۔

آخر میں پھر یہ نداء کی......

یَا اَکْرَمَ الْخَلْقِ مَالِیْ مَنْ اَلُوْذُبِہٖ
سِوَاکَ عِنْدَ حُلُوْلِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

ترجمہ:- اے بزرگ تر تمام مخلوق سے میرا کوئی ایسا نہیں جس سے میں پناہ چاہوں' عام حادثہ کے نازل ہونے کے وقت۔

"سِوَاکَ" پر کلمہ کی اُنگلی اُٹھائی اور حبیب پاک ﷺ کی پناہ میں چلے گئے۔

جمعۃ المبارک کی وفات خود ایک مستقل نعمت' باقی عنایات مزید برآں ہیں۔ میرے ددیال کے لئے جمعہ ہے اور ننہال کے لئے پیر۔

"ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ"

میری والدہ کی وفات کے دن حضرت بھائی سید فرید پادشاہ صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ نے ایسا ہی فرمایا تھا۔ چنانچہ خود اُن کی وفات بھی نماز جمعہ کے وقت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اِس امتیاز خاندانی کو باقی رکھے۔ "لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰی وَزِیَادَۃٌ"۔

(۲)......۲۴ محرم الحرام ۱۳۸۳ھ کو شب دوشنبہ پچھلی رات میں والدہ ماجدہ بھی حضور اقدس ﷺ سے خطاب ونداء کر رہی تھیں اور یہ اشعار پڑھتے ہوئے منظور نظر ہو گئیں۔

یا محمد بمن بے سرو ساماں مددے

قبلۂ دیں مددے، کعبۂ ایماں مددے

لَیْسَ لِیْ غَیْرُکَ یَا سَیِّدِیْ مَکِّیْ مَدَنِیْ

سویم افگن نظرے بر منِ حیراں مددے

ایسے ہی موقعوں پر نفوسِ مطمئنہ کے استقبال میں یہ ندا آتی ہے......

"یٰۤاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ○ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً مَّرْضِیَّةً ○ فَادْخُلِیْ فِیْ عِبٰدِیْ ○ وَادْخُلِیْ جَنَّتِیْ ○" ﴿پ ۳۰ سورۂ الفجر﴾

ترجمہ:- اے اطمینان پا جانے والے نفس! تو اپنے رب کی طرف اس حال میں لوٹ آ کہ تو اس کی رضا کا طالب بھی ہو اور اس کی رضا کا مطلوب بھی (گویا اس کی رضا تیری مطلوب ہو اور تیری رضا اس کی مطلوب) پس تو میرے (کامل) بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت (قربت و دیدار) میں داخل ہو جا۔

دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو مغفرت نصیب فرمائے۔

"رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ"

﴿پ ۱۳ سورۂ ابراہیم آیت نمبر ۴۱﴾

ترجمہ:- اے ہمارے رب! مجھے بخش دے اور میرے والدین کو (بخش دے) اور دیگر سب مومنوں کو بھی، جس دن حساب قائم ہوگا۔

سید محمد حبیب اللہ قادری (رشید پادشاہ)

امیر جامعہ نظامیہ شاہ گنج: حیدرآباد

پنجشنبہ ۲۷؍رمضان ۱۴۳۳ھ

مُّبْتَهِلًا مُّحَمْدِلًا مُّصَلِّیًا مُّسَلِّمًا

میلادُ النبی ﷺ کی تقاریب کو ترک کر دینے کی تمام مسلمانوں سے بن باز کی اپیل

بدعت اور تشبہ کے اعتراضات

مقامی اخبارات میں بحرین کی یہ خبر شائع ہوئی ہے: "عبداللہ بن باز نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے کہ وہ میلادُ النبی ﷺ کی تقاریب کو ترک کر دیں، خدا نے ہم کو کسی نبی یا کسی اور شخص کے یومِ پیدائش کی تقاریب منانے کا حکم نہیں دیا ہے، قرآن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میلادُ النبی ﷺ کی تقاریب کا انعقاد بدعت ہے اور دشمنانِ خدا (یہودیوں، عیسائیوں اور دیگر مذہب کے ماننے والوں) کی نقل ہے۔ سعودی حکومت اسلام کے وہابی فرقہ کے اصول پر کاربند ہے، جس کی شروعات ۱۸ ویں صدی ہجری میں محمد بن عبدالوہاب نے کی تھی۔ قطر میں بھی وہابی عقیدہ کو مانا جاتا ہے"۔

بن باز کی اپیل کا جواب

بن باز کا تعارف

بن باز کا تعلق میری دانست میں آل الشیخ سے ہے یعنی محمد بن عبدالوہاب کے گھرانے سے۔ وہابی دو گھرانے ہیں' ایک آلِ سعود اور دوسرا آل الشیخ' بیت الملک یعنی شاہی گھرانہ آلِ سعود کا' قضاء اور احکامِ شرعیہ کے نفاذ کا تعلق بیت الشیخ سے ہے' جس کو بڑے اختیارات حاصل ہیں۔ حتیٰ کہ شاہ کا عزل و نصب بھی بیت الشیخ سے متعلق ہے۔ یہ ملاّ نے پہلے بہت کٹر تھے' دولت کی فراوانی کی وجہ تعیشات میں پڑ کر اب کچھ ڈھیلے پڑ گئے ہیں' جو دین و مذہب کا اثر نہیں' بلکہ یورپ اور امریکا سے مرعوبیت کا اثر ہے۔ بن باز نے صاف و صریح الفاظ میں اظہار کیا ہے کہ... "سعودی حکومت اِسلام کے وہابی فرقہ کے اصول پر کاربند ہے"۔

وہابی ایک بدعتی فرقہ

(سعودی حکومت کا وہابی فرقہ سے ہونا کوئی سند نہیں جب کہ وہابی خود ایک بدعتی فرقہ ہے)

ایسی صورت میں اس فتوے یا اپیل کو فرقہ وہابیہ کی حد تک ہی اگر محدود رکھا جاتا تو داخلی مسئلہ تھا' ہم کو درمیان میں اُٹھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی' فتوے کے دیکھنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ ایک چیلنج ہے' اس لئے یہ ظاہر کر دینا ضروری ہو گیا کہ اس فتوے سے اہل سنت کا کوئی تعلق نہیں ہے' فرقہ وہابیہ کے ایسے عقائد باطلہ سے سنی بیزار ہیں۔ وہابیہ' نجدیہ گو کہ اپنے دعوے کے لحاظ سے سنی حنبلی ہیں' لیکن درحقیقت وہ خوارج کے نقشِ قدم پر چلتے ہیں' محمد بن عبدالوہاب کے چیلے ہیں' ابن تیمیہ ان کے امام ہیں وہابیوں کو جہاں کہیں عظمتِ رسول یا احترامِ بزرگانِ دین نظر آ جائے وہ اس کی مخالفت

شروع کر دیتے ہیں اور تعظیم و تکریم کو غیر اللہ کی عبادت و شرک سمجھ لیتے ہیں' حالانکہ تعظیم و عبادت کے درمیان بہت بڑا فرق ہے۔ عید میلاد منانے میں بھی یہی عظمت رسول ﷺ اُن کو نظر آئی' جو مخالفت کا اصلی سبب ہے' ایمان کے لئے صرف کلمہ پڑھ لینا ہی کافی نہیں' رسولِ اکرم ﷺ کی تعظیم و تکریم بھی ایک مسلمان کے لئے جزوِ ایمان ہے:

"لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ"

﴿پ۲۶' سورۂ فتح' آیت ۹﴾

ترجمہ:— تا کہ لوگو اللہ اور اُس کے رسول ﷺ پر تم ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

اہل حق کے نزدیک اپیل ہوا کہ بہتر (۷۲) بدعتی فرقوں میں سے فرقہ وہابیہ خود اپنے وجود میں ایک بدعتی فرقہ ہے' جو اہل حق پر یومِ میلاد منانے کے تعلق سے ارتکاب بدعت کا الزام لگاتا ہے.........ع

بت ہم کو کہیں کافر اللہ کی قدرت ہے

نجدیوں کے قول فعل میں تضاد

(نجدی اپنا قومی دن مناتے ہوئے یومِ میلاد منانے سے تمام مسلمانوں کو کیسے روک سکتے ہیں؟)

ساری دُنیا میں ہر سال میلادُ النبی ﷺ کی تقاریب منائی جاتی ہیں اور اب چونکہ ان کو ترک کر دینے کے لئے بن باز نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی ہے' اس لئے اس اپیل کی اشاعت کے بعد سے عام بے چینی پیدا ہو گئی ہے اور آئے دن اخبارات میں تردیدی بیانات شائع ہو رہے ہیں' بعض بیانات تائید میں بھی چھپے ہیں' اللہ تعالیٰ سب کو توفیق دے!

"فَاِنَّھَا لَا تَعْمَی الْاَبْصَارُ وَلٰکِنْ تَعْمَی الْقُلُوْبُ الَّتِیْ فِی الصُّدُوْرِ"

﴿پ۱۷' سورۂ حج' آیت ۴۶﴾

ترجمہ:- حقیقت میں آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں' بلکہ وہ دل اندھے ہو جاتے ہیں جو سینوں کے اندر ہیں۔

متعدد اشخاص اور تنظیموں نے اس مسئلہ پر روشنی ڈالنے کی خواہش ہم سے بھی کی ہے' اس لئے مختصر سی وضاحت ذیلی سطور میں ضروری معلوم ہوئی۔

عامۃ المسلمین کے لئے فتویٰ یا اپیل جاری کرنے سے پہلے مفتی صاحب کو خود اپنا جائزہ بھی لے لینا چاہئے تھا' یہ عجیب بات ہے کہ سعودی قوم تو اپنا قومی دن ہر سال منائے اور یوم میلاد منانے سے مسلمانوں کو اس طرح روکے۔ اس سال بھی یہ سالانہ تقریب پچاس سال ہو جانے پر سعودی عرب میں بڑے ہی زور و شور کے ساتھ منائی گئی ہے' پھر اس کے اندر کیا کیا ہوا' نا قابل بیان ہے' کیا اب ہم کو سعودیوں سے پوچھنے کا یہ حق نہیں پہنچتا کہ قرآن سے کیا یہ بات ثابت نہیں ہوتی کہ اس تقریب کا انعقاد بدعت ہے اور دشمنانِ خدا کی نقل ہے؟ دیکھا آپ نے ان کے قول و فعل کو' دونوں میں کس قدر تضاد پایا جاتا ہے' باوجودیکہ اس بارے میں کتنی بڑی وعید آئی ہے۔

"یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ" ﴿پ ۲۸ سورۂ صف آیت ۲،۳﴾

ترجمہ:- اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو خود نہیں کرتے' کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ تم کہو جو خود نہ کرو۔

نجدیوں کا قومی دن

(ان کا قومی دن وہی تو ہے' جس میں نجدیوں نے حرمین پر چڑھائی اور غارت گری کی تھی)

پھر ذرا اس یوم کی تاریخ پر بھی نظر ڈالئے تاکہ معلوم ہو جائے کہ تاریخ اسلام میں یہ کس قدر منحوس اور تاریک یوم ہے۔

عالم اسلام کی رفتار سیاست کے پیش نظر فتنے کے ڈر سے اس مسئلہ پر قلم اُٹھانے سے ہم گریز کر رہے تھے' مگر نجدی علماء کے ایسے بے بنیاد فتووں اور دل خراش اپیلوں کے باعث مجبوراً با دل ناخواستہ نجدیوں کی حرمین شریفین پر فوج کشی اور غارت گری کی طرف بھی اپنے الزامی جواب میں (جو اس مضمون کا پہلا جزء ہے) ضروری اشارے کر دینے پڑے ہیں' تقریری جواب یعنی یوم میلاد کا ثبوت اور اس کے بدعت ہونے کی تردید دوسرے جزء میں آئے گی...... ان شاء اللہ! بتقاضائے حالات اہل سنت نے ان واقعات کو اپنے دل سے بھلا دیا تھا' لیکن یہ ناعاقبت اندیش پھر ان کو تازہ کئے جا رہے ہیں' وہی اس کے ذمہ دار ہیں' فتنہ خوابیدہ کو جگانے والے پر لعنت کی گئی ہے۔

"اَلْفِتْنَةُ نَائِمَةٌ لَعَنَ اللّٰهُ مَنْ اَيْقَظَهَا"

حرمین شریفین کی مقدس سرزمین پر پچاس سال پہلے عبدالعزیز بن سعود (بانی حکومت سعودیہ) نے ناجائز حملہ کیا تھا' اُس وقت نجدی علماء اور بن باز جیسوں نے اہل حرمین پر کفر و شرک کا فتویٰ لگا دیا تھا' جس کی آڑ لیتے ہوئے مکہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ پر نجدیوں نے چڑھائی کر دی تھی' حج کے بعد تفریح کے لئے طائف میں ٹھہرے ہوئے اُن بے گناہوں کو بھی بے دریغ قتل کر دیا گیا تھا جو مکہ کے رہنے والے تھے' کثیر مسلم خواتین باندیاں بنائی گئی تھیں جن کو ان کے اہل خاندان خرید خرید کر چھڑا لے رہے تھے۔ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے قبوں و قبروں کو گرا کر زمین کے برابر ایسا کر دیا کہ اب کسی کی قبر شریف کا نشان بھی نہیں ملتا' حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر بھی (جس میں حضور انور ﷺ کی ولادت ہوئی تھی) ایک قبہ بنا ہوا تھا' جہاں جا کر زائرین نماز پڑھا کرتے تھے' اُس کو بھی مسمار کر دیا۔ اور اس کے بعد مولد النبی ﷺ کی بے حرمتی کے یہ مناظرہ دیکھنے میں آئے کہ کتے اور گدھے بے تکلف وہاں پھرا کرتے تھے۔ گنبد خضراء کو ڈھا دینے کا بھی نجدیوں نے ارادہ کر لیا تھا' بعض ہندوستانی علمائے

اہل سنت نے وہاں پہنچ کر نجدی علماء سے علمی بحث کی اور اُن پر غلبہ پایا' و نیز عالم اسلام میں ایک تہلکہ مچ گیا تھا۔ دُنیا کے ہر خطہ سے بے حساب ٹیلی گرام پہنچ گئے اور خود انگریز نے بھی (جو اُن کے سرپرست اور آگے بڑھانے والے تھے) سیاسی دباؤ اُن پر ڈالا جس کے باعث نجدیوں کو اپنا ارادہ ملتوی کر دینا پڑا۔ اس طرح نجدیوں کے مظالم کی داستان بڑی طویل ہے اور نا قابل بیان۔

ابن سعود سے پہلے بھی نجدیوں کا قبضہ حرمین پر ہوا تھا

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:۔ عبدالعزیز بن سعود سے ایک صدی پہلے محمد بن عبدالوہاب نجدی (بانی فرقۂ وہابیہ) نے اہل حرمین و دیگر مسلمان پر جو ظلم و ستم کیے ہیں اُس کی داستان کتب تواریخ میں ملاحظہ طلب ہے' علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار ج ۳ ص ۴۲۷ میں باغیوں کے بیان کے تحت خوارج کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے۔

"كَمَا وَقَعَ فِيْ زَمَانِنَا مِنْ اِتْبَاعِ عَبْدِالْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ ...... الخ"

جیسے ہمارے زمانے میں پیروان عبدالوہاب کا واقعہ وقوع پذیر ہوا جو نجد سے نکلے اور حرمین پر قبضے کر لئے۔

خود کو حنبلیوں کی طرف منسوب کرتے تھے لیکن اُن کا اعتقاد یہ تھا کہ صرف وہی ایک مسلمان ہیں اور جن کا عقیدہ اُن کے خلاف ہو وہ سب مشرک ہیں۔ اِسی بناء پر انہوں نے اہل سنت کا اور ان کے علماء کا قتل مباح قرار دیا' یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی شوکت توڑ دی اور ان کے شہروں کو ویران کر دیا اور مسلمانوں کے لشکر کو ۱۲۳۳ھ میں اُن پر کامیابی عطا فرمائی"۔ خط کشیدہ جملہ کا مطلب یہ نکلتا ہے کہ

علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ مسلمان نہیں جیسا کہ علامہ رکن الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مفتی نظامیہ کے فتوے میں اس کی وضاحت کر دی ہے۔

ہمیشہ فتنے برپا کرتے رہنے کے باوجود نجدیوں کا دعویٰ توحید

دارالندوہ میں شیخ نجدی کا مشورہ:۔ نجدیوں کے اِسی فتنے کی وجہ سے شاید ان کا داخلہ حرمین میں ممنوع تھا' شریف مکہ کے زمانے میں بھی ان کو حج پر آنے کی اجازت تک نہیں تھی۔ اس طرح زمانہ قدیم سے نجدیوں نے بڑے بڑے فتنے کھڑے کئے ہیں اور ان سے مکہ مکرمہ و مدینہ منورہ کو جو مراکز اسلام ہیں سخت دھکے پہنچے ہیں۔ پھر بھی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ توحید کے علمبردار وہی ایک ہیں باقی سب مشرک' سنت نبوی ﷺ کی اتباع انہی کے دم قدم سے قائم ہے' باقی تمام بدعتی اور جہنمی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ سنت کو چھوڑ کر جب کوئی بدعتی ہوائے نفسانی کے پیچھے پڑ جاتا ہے تو وہ شیطان کا پیرو بن جاتا ہے اور اتباع شیطان کے باعث اعمال بد بھی اسے بھلے معلوم ہونے لگتے ہیں' پھر اسی کو عین شریعت اور سنت کی اتباع کامل سمجھ لیتا ہے' جیسا کہ فرمایا......

"وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ" ﴿پ ۲۵' سورۂ عنکبوت' آیت ۳۸﴾

"اور شیطان نے ان کے کرتوت ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے"

بسا اوقات شیطان خود ان کا روپ اختیار کر لیتا ہے اور ان کی صورت میں نمودار ہو جاتا ہے' حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ سرداران قریش نے ہجرت سے پہلے حضور اکرم ﷺ کے خلاف بڑی خطرناک سازش کی تھی' دارالندوہ (کمیٹی ہال) میں سب جمع تھے' مختلف تجاویز پر راز میں غور ہو رہا تھا' اس اثناء میں ایک نجدی بوڑھے کی شکل میں ابلیس وہاں پہنچ گیا' اور کہنے لگا کہ تمہارے اس اجتماع کی مجھے اطلاع ملی تو

میں آگیا ہوں' مجھ سے کچھ نہ چھپانا' میں تمہارا رفیق ہوں اور اس معاملہ میں بہتر رائے سے تمہاری مدد کروں گا۔ انہوں نے اس کو اپنے ساتھ شامل کرلیا اور پھر رائے زنی شروع ہوئی' ابوالبختری نے رائے دی کہ حضور انور روحی فداہ کو قید تنہائی میں بالکل بند رکھا جائے کہ خود بخود ختم ہو جائیں' ابوجہل نے تجویز پیش کی کہ تمام قبائل کے نمائندوں کے ہاتھوں تلواروں کے ایک ہی وار میں آپ کو قتل کر دیا جائے' ہشام بن عمرو کا مشورہ تھا کہ مکہ سے نکال باہر کر دیا جائے' مگر شیخ نجدی کو ابوجہل کی تجویز بہت پسند آئی اور اس نے ابوجہل کی پوری تائید کی اور دوسروں کی رائے (مشورہ) پر سخت تنقید کی اور اسے دُور اندیشی کے خلاف بتلایا۔ ادھر حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور ہجرت کا حکم سنایا۔ اسی سازش کے بارے میں قرآن فرماتا ہے.....

"وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ"

﴿پ ۹' سورۃ انفال' آیت ۳۰﴾

ترجمہ:- اس وقت کو یاد کرو جب کافر آپ کے ساتھ مکر و سازش کر رہے تھے کہ آپ کو بند کرلیں یا شہید کردیں یا نکال باہر کریں۔

شیخ نجدی کی گستاخ رسول بنانے کی کوشش

توجہ طلب بات یہاں صرف اتنی ہی ہے کہ شیطان آخر شیخ نجدی کے بھیس میں کیوں آیا تھا! شیخ نجدی نے صنادید قریش کے ساتھ سازش کر کے پہلے تو حضور ﷺ کے قتل و خونریزی کی ناپاک کوشش کی تھی' بعد میں مسلمانوں کے اندر گھس کر عظمت رسول ﷺ اور حب نبوی کو اُن کے دلوں سے نکال دینے اور انہیں بے ادب و گستاخ بنا دینے کی کوشش میں لگا ہوا ہے تاکہ اس ذریعہ سے کفر تک پہنچادے اور مرتد بنادے۔

"مشکوٰۃ باب المعجزات میں بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم" حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ "ذُوالْخُوَيْصِرَة" نے مال غنیمت کی تقسیم کے وقت "يَا رَسُولَ اللهِ اعْدِلْ" انصاف کیجئے کہا تھا' حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے رہا نہیں گیا۔ عرض کیا: مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن اُڑادوں' حضور ﷺ نے انہیں روک دیا اور خوارج کے بارے میں تفصیلی پیشین گوئی فرمائی جس کے آخر میں صراحت ہے کہ یہ لوگ اہل اسلام کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ یہ بے ادب بانی فرقہ' خوارج تھا' جس کا ظہور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے عہد خلافت میں ہوا ہے' آپ نے اُن سے جنگ کی تھی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے بھی اُن کا مقابلہ کیا تھا ۔ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ و اُم المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر اُن تمام صحابہ سے یہ بغض رکھتے ہیں جن کے درمیان لڑائیاں ہوئی تھیں' اُن کے عقیدے کی رُو سے ہر وہ مسلمان کافر ہے جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو۔ فرقۂ وہابیہ کا تعلق بھی اسی گروہ خوارج سے ہے' جیسا کہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے "ردالمحتار ج ۳' باب البغاۃ' ص ۴۲۷" میں اس کی وضاحت کی ہے۔

نجد اور خوارج کے عقیدے اور ان کے لئے پیشین گوئی

تاریخی واقعات سے ہٹ کر صحیح احادیث شریفہ میں نجدیوں کے تعلق سے خود حضور اکرم ﷺ نے بطور پیشین گوئی جب تاثرات کا اظہار فرمایا ہے وہ بہت ہی صاف و صریح ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے شام کے لئے برکت کی دُعا کی' پھر یمن کے لئے بھی برکت کی دُعا کی' اس کے بعد جب نجد کے لئے توجہ دلائی گئی تو آپ ﷺ نے اس کا نام نہیں لیا اور شام و یمن ہی کے لئے دُعا کی' اس طرح تین بار شام و یمن کے لئے دُعا کی اور نجد کے لئے کچھ نہ فرمایا۔ بار ہا

توجہ دلانے پر بالآخر یہ فرمادیا:

"هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ"

﴿بخاری مشکوٰۃ: ۵۸۲ باب ذکر الیمن والشام پہلی فصل﴾

ترجمہ:— وہاں تو زلزلے آئیں گے اور فتنے اُٹھیں گے اور وہیں سے شیطان کا سینگ نکلے گا۔

شام و یمن کے لئے بطور خاص دُعا دینے کی وجہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے "لمعات شرح مشکوٰۃ" میں یہ بتلائی ہے کہ مکہ آپ کا مولد (جائے پیدائش) ہے جس کا تعلق یمن سے ہے اور مدینہ آپ کا مسکن و مدفن ہے جس کا تعلق شام سے ہے۔ نجد کے تعلق سے پیشین گوئی صریح ہے کہ یہاں سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان اپنے سینگ یہاں سے برابر نکالتا رہے گا۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ کے بقول نجدی یعنی محمد بن عبدالوہاب کے پیرو خوارج کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔ خوارج کے تعلق سے بھی ایسی ہی پیشین گوئی احادیث شریفہ میں ملتی ہے کہ وہ سینگ نکالتے ہی رہیں گے اور ان کی سینگ کاٹی جاتی رہے گی یہاں تک کہ دجال ان کے سامنے نکلے گا۔

﴿سنن ابن ماجہ ص ۱۶ باب فی ذکر الخوارج﴾

بن باز کے فتوے کا تقریری جواب

اب رہ جاتا ہے نفس مسئلہ کا تصفیہ اور بن باز کے فتوے پر اس سوال کا جواب تقریری کہ یومِ میلادُ النبی ﷺ منانا بدعت ہے یا نہیں؟ بدعت و سنت دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں، سنت پر بدعت کا اطلاق غیر صحیح اور برعکس نہند نام زنگی کا فور کا مصداق ہے یومِ میلادُ النبی ﷺ کی خصوصیت و اہمیت خود سنت نبوی ﷺ سے ظاہر ہوتی ہے۔ ان باتوں یعنی مسائل کی تفصیلات سے پہلے لفظ "عید" کا معنی و مفہوم ذہن نشین فرمالیں۔

لفظ عید کی تحقیق

ایک مؤمن کی عید دراصل تقرب باری تعالیٰ کا نام ہے، جس کا ذریعہ عبادتِ الٰہی ہے۔ اسی لئے عید الفطر و عید الاضحیٰ میں دو، دو رکعت نماز ادا کرنی پڑتی ہے، وہ بھی فرض نہیں، مگر یومِ میلاد میں دن بھر کی عبادت بہ شکل روزہ آئی ہے۔ یہ روزہ شکرانے کا تھا، شکر منعم کا ہوا کرتا ہے، کسی نہ کسی نعمت و احسان کے مقابلے میں اور ادھر منعم علیہ کی ذات کو جسے نوازا گیا ہے نعمت حاصل ہونے کی بناء پر، سرور فرح اور مسرت و شادمانی حاصل ہوتی ہے، اسی کو لغت عرب میں "عید" کہتے ہیں، ولادت پاک کے دن جو مسرت و خوشی حاصل ہوتی ہے اس کی مناسبت سے یومِ میلاد کے ساتھ عید کا لفظ استعمال کرتے ہوئے عید میلادالنبی ﷺ بھی کہا جاتا ہے، و نیز "عید" کا مادہ لغوی اعتبار سے "عود" ہے، چونکہ یہ ہفتے میں ایک بار بلحاظ تاریخ سال میں ایک بار جدید مسرتوں اور نئی خوشیوں کو ساتھ لئے عود کرآتا ہے اس لئے اسے "عید" کہتے ہیں۔

پورے قرآن مجید میں ایک ہی جگہ عید کا لفظ آیا ہے، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے دُعا

کی تھی "اَللّٰهُمَّ رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَوَّلِنَا وَاٰخِرِنَا" ﴿پ ۷، سورۂ مائدہ، آیت ۱۱۴﴾

ترجمہ:- اے اللہ! اے رب ہمارے! ہم پر ایک خوان آسمان سے اُتار کہ وہ ہمارے لئے عید ہو، ہمارے اگلے پچھلوں کی۔

دُعائے عیسیٰ علیہ السلام سے خوان اُترا اور ہر اتوار کو عید ہوگئی

حضرت مسیح علیہ السلام نے مائدہ (خوان) آنے کے دن کو عید کا دن بنایا، اسی لئے عیسائی اب تک اتوار کے دن عید مناتے ہیں کہ اس دن نعمت نازل ہوئی تھی اور خوان اُترا تھا۔ حضور ﷺ کی تشریف آوری اس مائدہ سے کہیں بڑھ کر نعمت ہے، جس کا شکر بجا لانا اپنے نبی ﷺ کی طرح آپ کے ہر اُمتی پر بھی لازم ہے۔

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا" ﴿پ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۵۸﴾

ترجمہ:- آپ فرمادیجئے کہ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے تو چاہیئے کہ لوگ اس سے خوش ہوں۔

آپ ہمہ تن فضل و رحمت ہیں جیسا کہ مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلَوْ لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّيْطٰنَ اِلَّا قَلِيْلًا۝

﴿پ ۵، سورۃ النساء، آیت ۸۳﴾

ترجمہ:- اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو چند اشخاص کے سوا تم سب شیطان کے پیرو ہوجاتے۔

حصولِ نعمت کے دنوں کی یاد منانے کا حکم

مولیٰ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو جن دنوں میں نعمت عطا فرمائی ہو اُن کی یادگار منانے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو مخاطب کر کے فرمایا۔

"وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ" ﴿پ ۱۳، سورۂ ابراہیم، آیت ۵﴾

ترجمہ:- بنی اسرائیل کو اللہ کے دن یاد دلایئے۔

یعنی وہ دن جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں نازل کی تھیں، جیسے اُن کا دریائے نیل کو عبور کرلینا اور فرعون کا اپنے لشکر سمیت اُس میں غرق ہوجانا، مَنّ وسَلوٰی کا اترنا وغیرہ۔

ہر پیر کو جب روزہ رکھنا سنت ہے تو پھر یوم میلاد منانا بدعت کیسے؟

یومِ میلادُ النبی ﷺ منانا بدعت ہے یا نہیں؟ بدعت و سنت دونوں آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں، سنت پر بدعت کا اطلاق غیر صحیح اور برعکس نہند نام زنگی کافور کا مصداق ہے، یومِ میلادُ النبی ﷺ کی خصوصیت و اہمیت خود سنت نبوی ﷺ سے ظاہر ہوتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ میلاد مبارک کے روز دن بھر عبادت میں رہا کرتے تھے جیسا کہ الفاظ حدیث "کَانَ یَصُوْمُ" (روزہ رکھا کرتے تھے) سے جو ماضی استمراری ہے اس عمل شریف میں مواظبت و مداومت یعنی ہمیشگی کا ثبوت ملتا ہے اور ایسے عمل کو اصطلاح میں "سنت مؤکدہ" کہتے ہیں۔

"مشکوٰۃ المصابیح" کتاب الصوم، باب صیام التطوع پہلی فصل ص ۱۷۹ میں بحوالہ "صحیح مسلم" حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی گئی ہے کہ پیر کے دن کے روزے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "فِیْهِ وُلِدْتُ وَفِیْهِ اُنْزِلَ عَلَیَّ" یعنی اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر (وحی) نازل کی گئی ہے۔

اس توجیہ سے صاف ظاہر ہے کہ یومِ میلاد خود حضور اکرم ﷺ بروز دوشنبہ ہر ہفتہ منایا کرتے تھے۔

پیر کے دن کی خصوصیات

یومِ میلاد منانے کے تعلق سے پیر کے دن کے روزے کی حدیث پیش کی گئی تھی' ذاتِ اقدس ﷺ کے ساتھ اس دن کو بڑی خصوصیت حاصل ہے' پیر کے دن نہ صرف ولادتِ مبارک ہوئی' بلکہ ہجرت اسی دن ہوئی' مدینہ منورہ میں داخلہ اسی دن ہوا' وفات شریف یہ سب اُمور اسی دن یعنی پیر کے روز واقع ہوئے۔ حضور ﷺ کے لئے یہ دن ایسا ہی ہے جیسا آدم علیہ السلام کے لیے جمعہ' اُن کی پیدائش' زمین پر اُترنا' توبہ کا قبول ہونا اور وفات سب جمعہ کے دن ہوئے۔ اسی لئے جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ جو دُعاء اُس میں کی جائے قبول ہوتی ہے۔ پھر سید المرسلین ﷺ کی ساعت ولادت میں اگر دُعاء قبول ہو تو تعجب کی کیا بات ہے!۔

پیر کے دن روزہ رکھنے کی دوسری توجیہ

دوشنبہ کے روزے کی حدیث کا دوسرا جزء یہ تھا کہ ''اس دن مجھ پر وحی نازل ہوئی'' مراد وحی کی ابتداء ہے کہ پیر کے دن سے وحی کا نزول شروع ہوا' وحی تو آپ پر چالیس سال بعد نازل ہوئی ہے' اب غور طلب امر یہ ہے کہ کیا نزولِ وحی سے پہلے بھی پیر کا دن قابلِ احترام تھا اور کیا اس کے برکات سے خلائق کو سعادت و نجات حاصل ہوئی ہے؟ صحیح حدیث کی روشنی میں بلالحاظ بعثت تاریخ پیدائش سے ہی وہ قابلِ صد احترام ہے اور یومِ نجات بھی' بشرطیکہ اس پر خوشی منائی جائے' وحی کو میلاد سے ملانے کی ضرورت نہیں ہر ایک جداگانہ نعمت ہے اور دونوں نعمتیں مستقل نوعیت کی ہیں۔

دیگر انبیاء کے اِنعامات پر بھی حضور ﷺ کا شکر بجالانا

حضورِ اکرم ﷺ تو دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے انعامات پر بھی شکر بجالاتے اور اس کی

یاد مناتے تھے' ایسی یادگاریں قائم کرنے کے لئے اُمت کو بھی مامور فرمادیا گیا ہے۔

ہر فرض نماز کا ایک ایک نبی کی یادگار ہونا

''شرح معانی الآثار' باب الصلوٰۃ الوسطیٰ جلد ۱ ص ۱۰۴'' میں امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سند سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ''حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ فجر کے وقت قبول ہوئی تو انہوں نے دو رکعت نمازِ شکریہ میں ادا کی تھی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ (دنبہ) دوپہر کے وقت پایا تو چار رکعت نمازِ شکریہ میں ادا کی۔ حضرت عزیر علیہ السلام کو سو (۱۰۰) سال بعد عصر کے وقت جب زندہ کیا گیا اور کہا گیا کہ کتنی مدت ٹھہرے؟ تو عرض کیا: ایک دن اور جب دیکھا کہ ابھی سورج ڈوبا نہیں ہے تو کہا کہ ایک دن سے بھی کم' اس کے بعد پھر انہوں نے چار رکعت نماز ادا کی۔ (بعض کہتے ہیں کہ حضرت عزیر علیہ السلام نے مغفرت ہو جانے پر یہ نماز ادا کی تھی)۔ حضرت داؤد علیہ السلام کی مغفرت جب بوقتِ مغرب ہوئی تو انہوں نے چار رکعت نماز شروع کی' جب بار گزرا تو تیسری رکعت میں بیٹھ گئے' جس کی وجہ سے مغرب کی تین رکعتیں مقرر ہو گئیں۔ البتہ عشاء آخرہ کی نماز سب سے پہلے ہمارے نبی ﷺ نے ادا کی ہے'' اسی طرح نماز ہائے پنجگانہ میں سے ایک ایک وقت کی نماز ایک ایک پیغمبر کی یادگار ہے' جس کو اُمتِ محمدی ﷺ ہر روز دن رات پانچ اوقات میں اب تک مناتی ہے اور قیامت تک مناتی رہے گی۔

یہود کے ساتھ تشبہ کا سوال اور اس کا مناسب حل

''مشکوٰۃ شریف' کتاب الصوم' ص ۱۸۰ میں بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم'' یہ متفق علیہ روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو عاشورے کے دن یہود کو روزہ دار پایا' سبب دریافت کیا' تو انہوں

نے عرض کیا کہ یہ ایک عظیم دن ہے اللہ تعالیٰ نے اسی دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اور اُن کی قوم کو نجات دی تھی اور فرعون کو اور اُس کی قوم کو غرق کر دیا تھا جس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس دن شکرانے میں روزہ رکھا تھا' لہٰذا ہم یہ روزہ رکھتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا......

''فَنَحْنُ اَحَقُّ وَاَوْلٰی بِمُوْسٰی مِنْکُمْ''

ترجمہ:- پھر تو ہم تم سے زائد موسیٰ علیہ السلام کے حقدار ہیں اور اُن سے قریب تر۔

''فَصَامَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَاَمَرَ بِصِيَامِهٖ'' اس دن خود بھی حضور ﷺ نے روزہ رکھا اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا'' ابتداء اسلام میں یہ روزہ فرض تھا' بعد میں جب رمضان کے روزے فرض ہو گئے تو عاشورے کے روزے کی فرضیت منسوخ ہو گئی' مگر استحباب باقی ہے۔

''صحیح مسلم'' کی روایت میں ہے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی نے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہوتی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا......

''لَئِنْ بَقِيْتُ اِلٰى قَابِلٍ لَاَصُوْمَنَّ التَّاسِعَ'' ﴿مشکوٰۃ باب صیام التطوع پہلی فصل﴾

ترجمہ:- اگر زندگی رہی تو سال آئندہ نویں کا روزہ بھی میں ضرور رکھوں گا۔

یعنی عاشورے کا روزہ ترک نہیں فرمایا' بلکہ ایک اور روزے کا اضافہ فرما کر مشابہت اہل کتاب سے اجتناب فرمایا۔

بن باز کے فتوے میں بھی ایسا ہی استدلال کیا گیا ہے کہ میلاد النبی ﷺ کی تقاریب کا انعقاد...... دشمنانِ خدا (یہودیوں' عیسائیوں اور دیگر مذہب کے ماننے والوں) کی نقل ہے۔

ان کی عید عاشوراء میں تھوڑی سی ترمیم کے بعد جب ان کے ساتھ تشبہ باقی نہیں رہا تو ہماری عید میں اُن کے ساتھ مشابہت کیا ہو گی؟ ہمارے مشاغل کچھ اور ہیں!

اُن کے مشاغل کچھ اور۔ دشمنانِ خدا کے پاس شراب خواری' قمار بازی' عیاشی' اسراف اور فخر و مباہات کے سوا باقی کیا رہ گیا ہے! اس کے برخلاف غلامانِ محمدی طاعات و عبادات' نماز' روزے' خیر و خیرات' لذیذ کھانوں کا اہتمام' ختم قرآن اور درود و سلام کی محفلوں میں یوم میلاد مناتے ہیں' البتہ خوشی اور مسرت وجہ مشترک ضرور ہے جس کو تشبہ سے تعبیر کرنا دین میں تنگی پیدا کرتا ہے۔

''وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ'' ﴿پ ۱۷' سورۂ حج' آیت ۷۸﴾

ترجمہ:- اور اُس نے تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔

عیدالاضحیٰ کا دن حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کا دن

عاشورہ کے روزے کا بیان ہو رہا تھا' اب ذرا قربانی کی طرف آیئے۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے دن کو عیدالاضحیٰ کا دن قرار دے دیا گیا' معلوم ہوا کہ جس دن' جس تاریخ کسی اللہ والے پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوئی ہو وہ دن' وہ تاریخ تا قیام قیامت رحمت و مسرت کا دن بن جاتا ہے اور سالانہ اُس کی یاد منائی جاتی ہے۔

حج تو شروع سے آخر تک سب یادگار ہے

حج تو شروع سے آخر تک حضرت ابراہیم و اسماعیل اور حضرت ہاجرہ علیہم السلام کی یادگار ہے' اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا' مگر صفا و مروہ کے درمیان چلنا' دوڑنا' منیٰ میں شیطان کو کنکریاں مارنا بدستور ویسے ہی موجود ہے۔

شب میلاد شب قدر سے افضل کیوں ہے؟

ماہِ رمضان خاص کر شب قدر اس لئے افضل ہے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہوا' جب قرآن کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ اور یہ رات تا قیامت افضل و اعلیٰ ہو گئے تو

صاحبِ قرآن ﷺ کی ولادت پاک سے ربیع الاوّل اور اس کی بارہویں تاریخ بھی ضرور اعلیٰ و افضل ہو جائیں گے۔ علماء کو اس میں اختلاف ہے کہ میلاد شریف کی رات افضل ہے یا شبِ قدر؛ جن حضرات نے میلاد شریف کی رات کو افضل کہا ہے اُن کے دلائل یہ ہیں۔

پہلی دلیل یہ ہے کہ لیلۃ القدر کی فضیلت اس وجہ سے ہے کہ ملائکہ اس میں نازل ہوتے ہیں اور شبِ میلاد میں تو سید الملائکہ والمرسلین ﷺ کا اس عالم میں نزولِ اجلال ہوا ہے' ظاہر ہے کہ یہ فضیلت شبِ قدر میں نہیں آسکتی۔

دوسری دلیل یہ ہے کہ شبِ قدر حضور ﷺ کو دی گئی اور شبِ میلاد میں حضور ﷺ کا ظہور ہوا' جن کی بدولت شبِ قدر کو فضیلت حاصل ہوئی اور ظاہر ہے کہ جو چیز ذات سے متعلق ہو وہ افضل ہوگی بہ نسبت اُس چیز کے جو عطاء کی گئی ہو۔

تیسری دلیل یہ ہے کہ شبِ قدر کی فضیلت صرف حضور ﷺ کی اُمت سے متعلق ہے' اور دن کا اس سے کوئی تعلق نہیں اور شبِ میلاد تو تمام موجودات کے حق میں نعمت ہے۔

حضور ﷺ کے نور ہونے کی وضاحت

اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا:

"قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ"

﴿پ ۶' سورۂ مائدہ' آیت ۱۵﴾

ترجمہ:۔ بیشک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

اس آیت مقدسہ میں سید عالم ﷺ کو نور فرمایا گیا کیوں کہ آپ سے کفر کی تاریکی دُور ہوئی اور راہِ حق واضح ہو گئی' نیز اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ "میں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ کا ایک کپڑا سی رہی تھی' چراغ

بجھ گیا اور میرے ہاتھ سے سوئی گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ اندر میرے پاس تشریف لے آئے' آپ ﷺ کے رُوئے انور سے گھر روشن ہو گیا' میں نے وہ سوئی پالی اور آپ ﷺ سے عرض کیا: یارسول اللہ (ﷺ)! آپ ﷺ کے چہرے کی ضیاء اور روشنی کتنی زائد ہے! حضور ﷺ نے فرمایا: "ویل" یعنی ہلاکت پھر "ویل" ہے' ہر اُس شخص کے لیے جو بروزِ قیامت مجھے نہ دیکھے۔ میں نے کہا: میرے حبیب! اور بخیل کون ہے؟ آپ ﷺ فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر دُرود نہ پڑھے"۔

میلادِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے پر مشرک و کافر پر نزولِ رحمت

اس وقت میلادُ النبی ﷺ اور نزولِ وحی دو نعمتوں کے منجملہ میلادُ النبی ﷺ کے بارے میں کلام ہو رہا تھا' مسلمان تو آخر مسلمان ہی ہے' ایک مشرک و کافر بھی جس کا کوئی عمل باقی نہیں رہتا۔ سب محبوط ہو جاتے ہیں' اگر میلادُ النبی ﷺ کی نعمت عظمیٰ پر خوشی منائی ہو تو اُس کے حال پر بھی بڑا کرم ہو گیا ہے' کرم بھی ایسا کہ ایک بار مسرت کا اظہار کر دینے سے ہر ہفتہ میں پیر کے دن اُس کے لیے سکون کا سامان فراہم کیا جاتا ہے اور اسی انگلی سے یہ سکون نصیب ہوا کرتا ہے' جس کی حرکت و اشارے سے حضور ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔

صحیح بخاری جلد ۲ ص ۷۶۴ میں ہے......

"فَلَمَّا مَاتَ اَبُوْ لَهَبٍ اُرِيَهٗ بَعْضُ اَهْلِهٖ بِشَرِّ حِيْبَةٍ...... الخ"

یعنی جب ابولہب مر گیا تو اُس کے گھر والوں میں سے کسی نے اُسے خواب میں دیکھا (اور یہ صراحت بھی ایک روایت میں آئی ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے یہ خواب دیکھا تھا) کہ وہ بری حالت میں ہے' اُس سے کہا کہ کیا پائے؟ ابولہب نے کہا کہ تمہارے بعد میں نے کوئی خیر و خوبی نہیں پائی "غَيْرَ اَنِّيْ سُقِيْتُ فِيْ هٰذِهٖ بِعَتَاقَتِيْ ثُوَيْبَةَ" بجز اس کے کہ اس (انگلی) سے مجھے پینے کو پانی ملتا ہے' کیونکہ میں نے اس

(انگلی کے اشارہ) سے (اپنی لونڈی) ثویبہ کو آزاد کر دیا تھا"

ابھی تو وہ عالم برزخ میں ہے' حساب و کتاب کے بعد دوزخ میں پہنچ جانے پر بھی آتش دوزخ کے اندر یہ پانی بدستور اس کو ملتا رہے گا۔

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "مدارج النبوۃ جلد۲ بیان رضاعت" میں تحریر فرماتے ہیں کہ "دریںجا سند است مراہل موالیدرا۔۔۔۔ الخ" یعنی اس واقعہ میں میلاد کرنے والوں کے لیے سند ہے جو سرور عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں کہ ابولہب جو کافر تھا' حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور دودھ پلانے کے واسطے لونڈی دے دینے کی وجہ سے جب حضور ﷺ کی خاطر ایسی جزاء پایا ہے تو اُس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو سرور و محبت سے مالا مال ہے اور اپنا مال و دولت خرچ کرتا ہے۔۔۔۔۔ الخ۔

ہر سوموار کو اظہارِ مسرت ہونا چاہیے

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ولادت شریفہ گو کہ ایک معین دوشنبہ کے روز ہوئی تھی' مگر اس کا اثر ہر دوشنبہ میں استمراری ہے' بناء بریں اگر ہر دوشنبہ کو اظہارِ مسرت کے لئے خاص کیا جائے تو بے محل نہ ہوگا' کم از کم سال میں ایک بار تو اظہارِ مسرت ہونا چاہیے۔ جیسا کہ پہلے حرمین شریفین میں یوم میلاد النبی ﷺ نہایت اہتمام کے ساتھ منایا جاتا' یہاں تک کہ اس روز اور عیدوں کی طرح خطبہ بھی پڑھا جاتا تھا اور تمام مسلمان خوشیاں مناتے تھے' خاص کر مدینہ طیبہ میں تو دور دور سے قافلے چلے آتے تھے اور مراسم عید ادا کئے جاتے تھے' مکہ معظمہ میں ایک لطف خاص قابل دید یہ تھا کہ ہر فرقے اور حرفے کے لوگ مسجد الحرام سے قبہ مولد النبی ﷺ میں جوق در جوق امتیازی شان کے ساتھ جاتے تھے اور وہاں میلاد شریف پڑھ کر شیرینی وغیرہ تقسیم کرتے تھے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا الحافظ علامہ انوار اللہ خان فضیلت جنگ رحمۃ اللہ علیہ نے حرمین شریفین کے یہ چشم دید واقعات اپنی کتاب "بُشْرَی الْکِرَامِ فِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ" میں تفصیل سے بیان کئے ہیں۔

عمل اہل حرمین اور حیدر آباد میں اس کی متابعت

حجاز مقدس سے حیدر آباد واپس آجانے کے بعد بحیثیت معین المہام (دشوار کام کے مددگار) اُمور مذہبی و صدر الصدور حکومت آصفیہ ۱۲ ربیع الاوّل شریف کو عمل اہل حرمین کی متابعت میں خطبہ میلاد "مکہ مسجد" میں شروع کرادیا تھا' جس میں شاہ وقت اعلیٰ حضرت نواب میر عثمان علی خان مرحوم آصف سابع بھی بڑی عقیدت سے ہر سال شریک ہوا کرتے تھے اور عید میلاد کی مسرت میں ۲۱ توپیں سر کی جاتی تھیں' الحمد للہ خطبہ میلاد تو حیدر آباد میں اب تک بدستور جاری ہے۔ فَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنَّا وَعَنْ سَائِرِ الْمُسْلِمِیْنَ' بظاہر معلوم تو ایسا ہوتا ہے کہ اہل حرمین کا یہ عمل متوارث تھا اور قرونِ اولیٰ سے برابر چلا آرہا تھا۔

مولد النبی ﷺ کی تعظیم پر خلفائے راشدین کا عملدرآمد

خلفائے راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سنت سے بھی ایسا ہی ثابت ہے' جس کی نسبت حضور اکرم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔۔۔۔۔۔

"عَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ"

﴿ترمذی' احمد' ابوداؤد' مشکوٰۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ دوسری فصل﴾

ترجمہ: تم پر لازم ہے میری سنت اور خلفائے راشدین کی سنت جو ہدایت یافتہ ہیں۔

ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ نے "النِّعْمَةُ الْکُبْرٰی عَلَی الْعَالَمِ" میں یہ روایات نقل کی ہیں۔

۱:)......حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ"

جو کوئی مولد النبی ﷺ کی قرأت پر ایک درہم خرچ کرے گا وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا"

۲:)......حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اَحْيَا الْاِسْلَامَ".

جس کسی نے مولد النبی ﷺ کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو زندہ کیا"۔

۳:)......حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَنْ اَنْفَقَ دِرْهَمًا عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ فَكَاَنَّمَا شَهِدَ غَزْوَةَ بَدْرٍ وَّحُنَيْنٍ"۔

جس کسی نے مولد النبی ﷺ کی قرأت پر ایک درہم خرچ کیا گویا کہ وہ غزوہ بدرو حنین میں حاضر رہا"۔

۴:)......حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"مَنْ عَظَّمَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ ﷺ وَكَانَ سَبَبًا لِقِرَاءَتِهٖ لَا يَخْرُجُ مِنَ الدُّنْيَا اِلَّا بِالْاِيْمَانِ وَيَدْخُلُ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ"۔

"جو کوئی مولد النبی ﷺ کی تعظیم کرے اور اس کی قرأت کا سبب بنے وہ دُنیا سے نہیں نکلے گا مگر ایمان کے ساتھ اور بغیر حساب کے جنت میں داخل ہو جائے گا"۔

مولد النبی ﷺ کی تعظیم و قرأت پر بزرگانِ دین کے ارشادات

اس کے بعد مزید طمانیت کے لئے بعض تابعین وائمہ مجتہدین اور بزرگانِ دین

کے اقوال بھی ملاحظہ فرمایئے......

۱:)......حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

وَدِدْتُ لَوْ كَانَ لِيْ مِثْلُ جَبَلِ اُحُدٍ ذَهَبًا فَاَنْفَقْتُهٗ عَلٰى قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ

"میری تمنا اور آرزو ہے کہ اُحد پہاڑ برابر سونا میرے پاس ہو اور میں اُسے مولد النبی ﷺ کی قرأت پر خرچ کر ڈالوں"۔

۲:)......امام اہلِ سنت حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مَنْ جَمَعَ لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ اِخْوَانًا وَهَيَّاَ طَعَامًا وَاَخْلٰى مَكَانًا وَعَمِلَ اِحْسَانًا وَصَارَ سَبَبًا لِقِرَاءَتِهٖ بَعَثَهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَيَكُوْنُ فِيْ جَنَّاتِ النَّعِيْمِ۔

"جو کوئی مولد النبی ﷺ کے لئے برادری کو جمع کرے' کھانا تیار کرے' جگہ خالی کردے' نیک کام کرے اور سبب بن جائے مولد النبی ﷺ کی قرأت کا' تو اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت اُسے صدیقین' شہداء اور صالحین کے ساتھ اُٹھائے گا اور وہ خوشحالی کی جنتوں میں رہے گا"۔

۳:)......حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہ نے فرمایا:

مَنْ حَضَرَ مَوْلِدَ النَّبِيِّ ﷺ وَعَظَّمَ قَدْرَهٗ فَقَدْ فَازَ بِالْاِيْمَانِ

"جو کوئی مولد النبی ﷺ میں حاضر ہو اور آپ کی قدر و شان کی تعظیم کرے تو وہ ایمان کے ساتھ ضرور کامیاب ہوگا"۔

۴:)......حضرت معروف کرخی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا:

مَنْ هَيَّاَ طَعَامًا لِاَجْلِ قِرَاءَةِ مَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ وَجَمَعَ اِخْوَانًا وَاَوْقَدَ سِرَاجًا وَلَبِسَ جَدِيْدًا وَتَبَخَّرَ وَتَعَطَّرَ تَعْظِيْمًا لِمَوْلِدِ النَّبِيِّ ﷺ حَشَرَهُ اللهُ يَوْمَ

اَلْقِيَامَةِ مَعَ الْفِرْقَةِ الْاُوْلٰى مِنَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ فِيْ اَعْلٰى عِلِّيِّيْنَ۔

''جو کوئی کھانا تیار کرے مولد النبی ﷺ کی قرأت کے واسطے اور اپنی برادری کو جمع کرے چراغاں روشن کرے نیا لباس پہنے بخور جلائے اور عطر لگائے مولد النبی ﷺ کی تعظیم کی خاطر تو اللہ تعالیٰ بروزِ قیامت پیغمبروں کی پہلی جماعت کے ساتھ اُس کا حشر کرے گا اور وہ اعلیٰ علیین میں رہے گا''۔

۵:)......حضرت سری سقطی قدس اللہ سرہٗ نے فرمایا:

مَنْ قَصَدَ مَوْضِعًا يُقْرَأُ فِيْهِ مَوْلِدُ النَّبِيِّ ﷺ فَقَدْ قَصَدَ رَوْضَةً مِّنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ لِاَنَّهٗ مَا قَصَدَ ذٰلِكَ الْمَوْضِعَ اِلَّا لِمَحَبَّةِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَدْ قَالَ ﷺ مَنْ اَحَبَّنِيْ كَانَ مَعِيْ فِي الْجَنَّةِ۔

''جس کسی نے ایسے مقام کا قصد و ارادہ کیا جس میں مولد النبی ﷺ پڑھا جا رہا ہو تو ضرور اُس نے جنت کے چمنوں میں سے ایک چمن کا قصد و ارادہ کیا' اس لئے کہ اُس نے اُس مقام کا ارادہ نہیں کیا ہے مگر نبی ﷺ کی محبت کی وجہ سے' اور حضور ﷺ نے فرمایا ہے: جو کوئی مجھ سے محبت کرے گا وہ جنت میں میرے ساتھ رہے گا''۔

۶:)......حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''کوئی شخص مولد النبی ﷺ نہیں پڑھتا نمک پر یا گیہوں پر یا کسی چیز پر کھانے کی چیزوں میں سے مگر اُس میں برکت ظاہر ہو جاتی ہے اور ہر اُس چیز میں جس کی طرف وہ کھانے کی چیز پہنچائے کیوں کہ وہ مضطرب اور بے چین رہتی ہے اور ٹھیرتی نہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اُس کے کھانے والے کو بخش دے۔ اور اگر مولد النبی ﷺ کسی پانی پر پڑھا جائے تو جو کوئی اُس پانی سے پیئے گا اُس کے دل کے اندر نور داخل ہو جائے گا اور رحمت اور اُس سے ہزار کینے و بیماریاں نکل جائیں گی اور وہ قلب اُس دن نہیں مرے گا جس دن قلوب مر جائیں گے اور چاندی یا سونے کے جن دراہم مضروبہ

(سکہ لگائے ہوئے) پر مولد النبی ﷺ پڑھا جائے اور وہ دوسرے دراہم میں ملا دیئے جائیں تو ان میں برکت واقع ہوگی اور ان کا مالک محتاج نہ ہوگا اور نبی ﷺ کی برکت سے اس کا ہاتھ خالی نہ رہے گا''۔

۷:)......امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''امام جلال الدین سیوطی قدس اللہ سرہ اپنی کتاب ''الوسائل فی شرح الشمائل'' میں تحریر فرماتے ہیں کہ کوئی گھر یا مسجد یا محلہ ایسا نہیں ہے جس میں مولد النبی ﷺ پڑھا جاتا ہو مگر فرشتے اُس گھر کو یا مسجد یا محلہ کو گھیر لیتے ہیں اور فرشتے اس مقام کے لوگوں پر صلاۃ بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ رحمت و رضوان کو اُن پر عام کر دیتا ہے''۔

رہ جاتے ہیں وہ فرشتے جو ''مُطَوَّقٌ بِالنُّوْرِ'' ہیں کہ اُن کے گلے میں نور کے طوق پڑے ہوئے ہیں یعنی جبرائیل و میکائیل و اسرافیل و عزرائیل علیہم السلام' وہ تو صرف ان لوگوں پر صلاۃ بھیجتے ہیں جو مولد النبی ﷺ کی قرأت کا ذریعہ اور سبب بنے ہوں۔

امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ بھی فرمایا کہ کوئی مسلمان اپنے گھر میں مولد النبی ﷺ نہیں پڑھتا مگر اللہ تعالیٰ ان گھر والوں سے دُور فرما دیتا ہے قحط کو' وباء کو' حرق و غرق کو یعنی جلنے اور ڈوبنے کی مصیبت کو' تمام آفات و بلیات کو' بغض و حسد' نظر بد اور چوروں کو۔ اس کے بعد جب وہ مر جاتا ہے تو اس پر منکر و نکیر کے جواب آسان کر دیتا ہے اور وہ رہے گا صداقت کی مجلس میں عظیم قدرت والے پادشاہ کے حضور۔ پس جو کوئی مولد النبی ﷺ کی تعظیم کا ارادہ کرے اُس کے لئے اس قدر بیان کافی ہے اور جس کسی کے پاس مولد النبی ﷺ کی تعظیم نہ ہو تو بالفرض اگر تم اس کی تعریف و توصیف میں اس کے لئے دُنیا بھر دو تو بھی اُس کے قلب میں حضور ﷺ کی محبت کی تحریک پیدا نہ ہوگی۔

۸:)......محدث علام شیخ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

لغت حدیث کی مشہور کتاب "مَجْمَعِ بِحَارُ الْاَنْوَار" کے خاتمہ میں ص ۵۵۰ پر محدث علام شیخ محمد طاہر پٹنی رحمۃ اللہ علیہ نے ماہ ربیع الاول کے بارے میں تحریر فرمایا ہے:

"فَاِنَّهٗ شَهْرٌ اُمِرْنَا بِاِظْهَارِ الْحُبُوْرِ فِيْهِ كُلَّ عَامٍ" یعنی وہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ہر سال سرور وخوشی کے اظہار کا ہم کو حکم دیا گیا ہے (مخفی مبادکہ دائرۃ المعارف میں اس کتاب کی تصحیح یعنی ایڈیٹ کی سعادت اس فقیر کو حاصل ہوئی ہے)۔

۹:)......مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مفسر قرآن حضرت علامہ اسماعیل حقی افندی صاحب "تفسیر روح البیان" نے سورۂ فتح میں "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ" کی تفسیر بیان کرتے ہوئے تحریر فرمایا ہے:

"وَمِنْ تَعْظِيْمِهٖ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ"

میلاد کا رُو بعمل لانا حضور ﷺ کی تعظیم میں سے ہے جب کہ اس میں کوئی منکر یعنی بری بات نہ ہو۔

۱۰:)......ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے "المورد الروی فی المولد النبی ﷺ" میں لکھا ہے کہ

"لَا زَالَ اَهْلُ الْاِسْلَامِ يَحْتَفِلُوْنَ فِيْ كُلِّ سَنَةٍ جَدِيْدَةٍ وَيَعْتَنُوْنَ بِقِرَاءَةِ مَوْلِدِهِ الْكَرِيْمِ وَيَظْهَرُ عَلَيْهِمْ مِنْ بَرَكَاتِهٖ كُلُّ فَضْلٍ عَظِيْمٍ"

اہل اسلام ہمیشہ سے ہر نئے سال جیسے منعقد کرتے ہیں اور حضور ﷺ کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام کرتے ہیں اور ان پر اس کے برکات سے ہر فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔

۱۱:)......حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا مشرب:

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ "فیصلہ ہفت مسائل ص ۸" میں تحریر فرماتے ہیں:

"مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولود شریف میں شریک ہوتا ہوں، بلکہ ذریعہ

برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں"۔

۱۲:)......ملک مظفر کی خصوصیات اور محفل میلاد کا اہتمام:

مظفر الدین ابوسعید کوکبری بن زین الدین کوچک علی بن بکتگین شاہانِ امجاد و عظماء سے تھے اور اُن اکابر و رؤساء سے جو اجواد و اخیاء تھے انہوں نے آثار حسنہ چھوڑے ہیں "رخ ساقول" میں جامع مظفر کی تعمیر انہی کی ہے اربل کے یہ امیر تھے جو موصل کا ایک علاقہ ہے الملک المظفر اُن کا لقب تھا۔

ابن کثیر نے اپنی تاریخ "البدایہ والنہایہ" میں لکھا ہے کہ وہ ربیع الاول میں میلاد شریف کا بڑا اہتمام کیا کرتے تھے اور اس کے لئے ایک عظیم محفل میلاد منعقد کیا کرتے تھے وہ ایک بہادر سردار تھے عاقل، عالم و عادل، اللہ اُن پر رحم فرمائے اور کرامت کی جگہ عطاء فرمائے! شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ نے اُن کے لئے مولد النبی ﷺ میں ایک مجلد تصنیف کی جس کا نام "التنویر فی مولد البشیر النذیر" رکھا تھا اس پر ملک نے انہیں ایک ہزار اشرفی بطور انعام دیئے سلطنت وشاہی میں ان کی مدت طویل ہونے کے باوجود بہت اچھی رہی وفات کے وقت ۶۳۰ھ میں وہ شہر عکا پر فرنگیوں کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ بہر حال ان کی سیرت وخلوصِ نیت ہر دو قابل ستائش ہیں۔

"مرآۃ الزمان" میں سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ جو لوگ بعض میلاد ہائے نبوی ﷺ میں مظفر کے دستر خوان پر حاضر تھے اُن میں سے بعض نے بیان کیا کہ وہ اس دستر خوان پر جب شمار کئے تو پانچ ہزار بکرے تھے دس ہزار مرغ کے سر سو اونٹ اور ایک لاکھ زبدیہ (مٹی کی رکابیاں) اور تیس ہزار میٹھے کی طشتریاں۔

سبط ابن جوزی نے لکھا ہے کہ میلاد ہائے نبوی ﷺ میں بڑے بڑے علماء اور

صوفیہ اُن کے پاس آتے تھے وہ انہیں خلعتیں دیا کرتے تھے اور ظہر سے فجر تک صوفیہ کے لئے سماع کا انتظام ہوتا۔ میلاد شریف پر سالانہ تین لاکھ اشرفی صرف کیا کرتے تھے' وافدین (دور سے آنے والے وفد) کے لئے ایک مہمان خانہ تھا' وہ جس طرف سے چاہے آئے ہوں اور جس ہیئت وصفت کے ساتھ چاہے آئے ہوں۔ بادشاہ اُس مہمان خانہ پر سالانہ ایک لاکھ اشرفی صرف کیا کرتے تھے۔ یہ سب چیزیں صدقۃ السر (پوشیدہ صدقہ) کے ماسوا تھیں یعنی چھپا کر جو خیر خیرات کیا کرتے تھے وہ مزید برآں تھیں۔

شہ کی ملکہ ربیعہ خاتون بنت ایوب کا بیان ہے کہ شاہ کا قمیص کرباس غلیظ (موٹے چھوٹے کپڑے) کا تھا' جو پانچ درہم کے برابر کو بھی نہ تھا' اس پر ملکہ نے ناراضی کا اظہار کیا تو ملک نے کہا کہ پانچ درہم کا قمیص پہن کر باقی خیر خیرات کردینا میرے لئے اس سے کہیں بہتر ہے کہ قیمتی کپڑے پہن لوں اور فقیر ومسکین کو چھوڑ دوں۔

میلاد شریف کی کتاب لکھنے پر انعام

ابن خلکان نے حافظ ابوالخطاب بن دحیہ کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ وہ اعیان علماء اور مشاہیر فضلاء سے تھے' مغرب سے آئے' شام وعراق میں داخل ہوئے اور ۶۰۴ھ میں اربل پر سے گزرے' وہاں کے ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین کو میلاد نبوی ﷺ کا اہتمام کرتے ہوئے پایا تو اُن کے لئے "کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر" تیار کردی اور خود اُن کے سامنے پڑھ کر سنائی۔ سننے کے بعد ملک مظفر الدین نے انہیں ایک ہزار اشرفی بطور انعام دی۔ ابن خلکان نے لکھا ہے کہ ۶۲۵ھ میں ہم نے اُن سے چھ مجلسوں میں یہ کتاب سنی ہے' جب وہ سلطان کو سناتے تھے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بہر حال میلادُ النبی ﷺ کا جو اہتمام ملک مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا شاید کسی نے نہ

ہم نے اُن سے چھ مجلسوں میں یہ کتاب سنی ہے' جب وہ سلطان کو سناتے تھے۔

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بہر حال میلادُ النبی ﷺ کا جو اہتمام ملک مظفر رحمۃ اللہ علیہ نے کیا تھا شاید کسی نے نہ
اُن سے پہلے ایسا اہتمام کیا اور نہ اُن کے بعد' اسی لئے بعض علماء نے یہاں تک لکھ دیا کہ میلادُ النبی ﷺ انہی کی ایجاد ہے اور انہی کی قائم کی ہوئی بدعت' گو کہ ان بزرگوں نے بھی یوم میلاد منانے کی پوری تائید فرمائی ہے اور اس کی تعبیر بدعت حسنہ سے کی ہے' مگر سنت نبوی سے ثبوت فراہم ہوجانے کے بعد اور خلفائے راشدین کے ارشادات کے باوجود (جیسا کہ اوپر تفصیلات گزر چکی ہے) بدعت کہنا محل نظر ہے۔

میلادُ النبی ﷺ کا شرعی حکم کیا ہے؟

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے دو فتوے ہم یہاں نقل کئے دیتے ہیں' یہ دونوں فتوے اور علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی بعض دیگر علمی تحقیقات "زرقانی" کی شرح "بیقونیہ" کے حاشیہ "اجہوری" سے لی گئی ہیں۔

۱)...... علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

علامہ جلال الدین عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے اس حاشیہ میں ایک استفتاء اور اُس کا جواب تحریر فرمایا ہے۔

سوال ہے ماہ ربیع الاول میں مولد النبی ﷺ کے عمل سے متعلق اور یہ کہ اس کا حکم شرعی کیا ہے؟

جواب یہ دیا ہے کہ عمل مولد لوگوں کا جمع ہونا ہے اور جتنا ہوسکے قرآن پڑھنا ہے

اور اُن اخبار کی روایت کرنی ہے جو نبی کریم ﷺ کے امرِ وشان کے آغاز کے بارے میں وارد ہوئی ہوں اور اُن آیات ونشانیوں کی روایت بھی جو آپ کی ولادت سے متعلق آئی ہوں، پھر دستر خوان بچھا دیا جاتا ہے، لوگ اس پر کھا لینے کے بعد واپس ہو جاتے ہیں کوئی زیادتی یا اضافہ اس پر نہیں ہوتا۔ یہ ایسی چیزیں ہیں جو ان بدعات حسنہ سے تعلق رکھتی ہیں جن پر ان کا صاحب اجر وثواب پاتا ہے کیوں کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی قدر وشان کی تعظیم ہے، اظہار فرح وسرور ہے، اور نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف پر خوشیاں منانا ہے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ سب سے پہلے (اس انداز یعنی شان وشوکت) جس نے اس کی ابتداء کی وہ ملک مظفر الدین ابو سعید کوکبری بن زین الدین علی بن بکتگین ہیں۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی اور ان کے جشن میلاد کی بڑی تعریف وتوصیف کی ہے۔ رہا یہ کہنا کہ میلادُ النبی ﷺ کی ابتداء انہوں نے کی محل نظر ہے، اتنا ضرور ماننا پڑے گا کہ اس شان وشوکت کی تقریب پہلے کبھی کسی نے نہیں کی تھی اور آج تک بھی کسی نے نہیں کی ہے۔

۲:)...... حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ:

شیخ الاسلام حافظ ابو الفضل ابن حجر العسقلانی الشافعی صاحب فتح الباری شرح صحیح البخاری رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۸۵۲ھ) سے عمل مولد کے بارے میں جب سوال ہوا تو انہوں نے یہ جواب دیا: عمل مولد بدعت ہے، قرونِ ثلاثہ کے کسی سلف صالح سے (اس انداز یعنی دھوم دھام سے) سے منقول نہیں، لیکن اس میں چند خوبیاں بھی پائی جاتی ہیں اور چند خرابیاں بھی، جو کوئی اس عمل میں خوبیوں کا خیال کرے اور برائیوں سے اجتناب رکھے تو یہ بدعت حسنہ ہوگی اور جو ایسا نہ کرے تو نہیں۔

شیخ الاسلام نے مزید فرمایا کہ میرے لئے اس کی تخریج ایک اصل ثابت پر ظاہر ہوئی ہے، وہ یہ کہ صحیحین میں نبی کریم ﷺ سے ثابت ہے کہ جب آپ ﷺ مدینہ منورہ

تشریف لائے تو یہود کو عاشورے کے دن روزہ رکھتے پایا، اُن سے سوال کیا تو انہوں نے کہا کہ "اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کر دیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، ہم اللہ تعالیٰ کے شکر کے طور پر اس دن روزہ رکھتے ہیں"۔

اس سے حاصل یہ ہوا کہ اللہ نے کسی معین دن میں کسی نئی نعمت سے اگر نوازا ہو یا کسی تہمت (عذاب) وسزا کو دفع فرمایا دیا ہو تو اس کا شکر ادا کرنا پڑے گا اور ہر سال اس جیسے دن میں اس کا اعادہ بھی کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر عبادات کے مختلف انواع واقسام سے حاصل ہوا کرتا ہے، جیسے سجود، روزہ، صدقہ اور تلاوت۔ ابن حجر اپنے فتوے میں لکھتے ہیں کہ اس دن اس نبی رحمت ﷺ کے بروز وظہور سے بڑھ کر اور کون سی نعمت عظیم تر ہو سکتی ہے، ابناء بریں سزاوار ہے کہ اس خاص دن کا قصد کیا جائے تاکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یوم عاشوراء کے قصہ کے ساتھ مطابقت حاصل ہو جائے اور اس کا پورا لحاظ رہے۔

میلاد کے لئے دن کا تعین

بعض لوگ مہینہ کے کسی دن بھی عمل میلاد مقرر کرنے میں پرواہ نہیں کرتے، اور بعض لوگوں نے تو گنجائش یہاں تک نکال لی ہے کہ سال کے کسی دن بھی یوم میلاد کو منتقل کر دیتے ہیں، مگر ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ محل نظر ہے (جیسا کہ یوم معین عاشورے کے روزے سے ظاہر ہے) فرماتے ہیں کہ یہ اصل عمل میلاد سے متعلق بحث تھی، لیکن اس کے اندر جو عمل ہوتا ہے اس میں ان اُمور کی حد تک اختصار ہونا چاہیئے جن سے اللہ تعالیٰ کا شکر مفہوم ہوتا ہو، جیسے تلاوت، کھانا کھلانا، خیرات اور کچھ ایسے مدائح نبویہ وزہدیہ کا پڑھنا جو کار خیر اور عمل آخرت کی طرف قلوب میں تحریک پیدا کرے۔ رہ جاتا ہے سماع اور لہو وغیرہ جیسی چیزیں تو اس تعلق سے یہ کہنا چاہیئے کہ

ان میں جو چیزیں مباح ہیں اور ایسی کہ اس دن کے سرور میں کمی پیدا نہیں ہوتی ہو تو ان کا الحاق اس کے ساتھ کر دینے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے' اور اگر حرام ہو یا مکروہ تو اُسے منع کر دیا جائے گا۔ اسی طرح جو چیزیں خلاف اولیٰ ہوں تو اُن سے بھی روکا جائے گا۔

حصولِ نعمت پر اظہارِ تشکر مستحب ہے

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے میلاد النبی ﷺ کے سلسلہ میں ایک اصل ثابت کی جو تخریج فرمائی ہے اس کو دیکھنے کے بعد میرے لئے بھی ایک دوسری اصل کی تخریج ظاہر ہو گئی ہے اور وہ محدث بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی حدیث ہے جس کی سند انہوں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ تک پہنچائی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنی طرف سے اعلانِ نبوت کے بعد عقیقہ کیا باوجودیکہ روایتوں میں وارد ہے کہ آپ کے جد امجد حضرت عبدالمطلب نے بہت پہلے پیدائش کے بعد ہی آپ کا عقیقہ کر دیا تھا اور عقیقہ دوبارہ نہیں کیا جاتا۔

میلاد مبارک پر جو دُنیا کی سب سے بڑی نعمت ہے اظہارِ تشکر مستحب ہے' علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اس کو محمول کرنا ہو گا اس بات پر کہ آپ نے یہ کام اظہارِ شکر کے طور پر کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ العالمین بنایا اور آپ کی اُمت کو شرف عطا فرمایا' جیسا کہ آپ خود اپنے آپ پر درود بھی پڑھا کرتے تھے۔

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ اسی طرح ہمارے لئے محبت میں آپ کی میلاد پر شکر کا اظہار مستحب ہے کہ سب جمع ہوں' کھانا کھلائیں اور بھی ایسے وجوہ قربات ہوں اور اظہارِ مسرت ا۔ پھر میں نے امام القراء حافظ شمس الدین الجوزی کو دیکھا کہ انھوں نے اپنی کتاب ''عرف التعریف بالمولد الشریف'' میں لکھا ہے کہ ابولہب کو کسی نے خواب میں دیکھا...... (یہ پوری روایت صحیح بخاری کے حوالہ سے گزر چکی ہے)۔

میلاد شریف کے دن تعطیل کا اہتمام

علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ کمال اذفری نے ''طالع السعد'' میں لکھا ہے کہ ہم سے ہمارے صاحب عدل ناصر الدین بن محمود بن العماد نے یہ حکایت بیان کی کہ ابوالطیب محمد بن ابراہیم السبتی المالکی بلدۂ قوص میں تھے' جو علماء عاملین میں سے تھے' میلاد النبی ﷺ کے دن وہ مکتب میں تھے اور کہہ رہے تھے: اے فقیہ! یہ یوم سرور ہے' بچوں کو واپس گھروں کو بھیج دیجئے تو وہ ہم کو واپس کر دینے لگے۔ علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ یہ ان کی دلیل ہے اس کی تقریر اور عدم انکار پر' اور یہ شخص فقیہ مالکی تھا' علوم میں ماہر و تجربہ کار تھا اور زاہد متقی' ابن حبان وغیرہ نے اُن سے روایتیں لی ہیں اور ٦٩٥ھ میں انہوں نے وفات پائی ہے۔

یوم میلاد منانا بدعت ضلالہ ہرگز نہیں

آخرت و جنت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت جس طرح دیدار الٰہی کی ہے' اسی طرح دُنیا کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت ایک مومن کے حق میں یہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے آقائے نامدار ﷺ کے غلاموں میں اُسے پیدا کیا اور حلقہ بگوش اسلام بنایا' اس نعمت غیر مترقبہ کے شکرانے میں اتباع سنت کی نیت سے ہر ہفتہ بروز دوشنبہ روزہ اگر نہ بھی رکھے تو کم از کم سال میں ایک بار تاریخ میلاد مبارک پر اگر عبادت کی جائے خواہ عبادت بدنی ہو یا مالی' جیسے نماز' روزہ' ختم قرآن' خیر خیرات اور اہتمام طعام وغیرہ تو کیا یہ تمام طاعات سنت کی اتباع میں متصور ہوں گی یا بدعت قرار دی جائیں گی؟ تھوڑی دیر کے لئے اگر اسے بدعت مان بھی لیا جائے تو ہر بدعت اور نئی بات مردود نہیں اور نہ بدعت سیئہ ہے۔

اقسام بدعات

امام عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ''کتاب القواعد'' کے اخیر میں بدعات کی پانچ قسمیں بیان کی ہیں......

۱:)...... بعض بدعات حرام ہیں' جیسے مذاہب قدریہ' جبریہ' مرجیہ و مجسمہ (لیکن ان مذاہب و عقائد باطلہ کی تردید بدعت واجبہ بتلائی گئی ہے کیونکہ ان بدعات سے شرع شریف کی حفاظت فرض کفایہ ہے)۔

۲:)...... بعض بدعات مندوب و مستحب ہیں' رباطوں کا بنانا اور مدارس کا قیام اور ہر وہ نیک کام جو عصر اوّل میں نہیں پایا جاتا جیسے دقائق تصوف میں کلام کرنا (تراویح کو بھی بدعت مندوبہ میں شمار کیا گیا ہے' چنانچہ اس تعلق سے حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا

''نِعْمَتِ الْبِدْعَۃُ ھٰذِہٖ'' ﴿مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان دوسری فصل﴾

ترجمہ:۔ ''یہ کتنی اچھی بدعت ہے!''

۳:)...... بعض بدعات مکروہ ہیں' جیسے مساجد کا نقش و نگار اور مصاحب کی آرائش و زیبائش۔

۴:)...... بعض بدعات مباح ہیں' جیسے فجر و عصر کے بعد کا مصافحہ اور کھانے پینے کے لئے لذیذ چیزوں کا اہتمام کرنا۔

۵:)...... بعض بدعات واجب ہیں' جیسے عربی گریمر سیکھنا اور اعراب قرآن۔

قرآن میں بدعت رہبانیت کا بیان بلا کسی انکار کے

قرآن کریم نے ''رَھْبَانِیَّۃ'' یعنی ترکِ دُنیا و عزلت نشینی وغیرہ کی تعبیر ضرور لفظ بدعت کے ساتھ کی ہے مگر اس کی تردید نہیں فرمائی بلکہ تعریف و توصیف فرمائی ہے کہ اس میں مولیٰ تعالیٰ کی رضا جوئی مضمر تھی' البتہ شکایت اس حد تک ضرور ہوئی ہے کہ

انھوں نے اُسے نباہا نہیں' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَۃً وَّرَحْمَۃً وَرَھْبَانِیَّۃَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنٰھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَآءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا''

﴿پ ۲۷' سورۃ حدید' آیت ۲۷﴾

''ہم نے پیروانِ عیسیٰ بن مریم کے دلوں میں نرمی' رحمت اور وہ رہبانیت ڈالی جس کو انھوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالا' ہم نے اُن پر فرض نہیں کی تھی'' ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں پیدا کی پھر اُسے نہیں نباہا' جیسے نباہنے کا حق تھا۔

جمع قرآن تحریک اور اس میں پس و پیش کی وجہ

قرآن کریم عہد رسالت میں تو جمع نہیں ہوا تھا کہ وہ بدعت نہ ہو' عہد صدیقی میں اسی (۸۰) حفاظ صحابہ رضی اللہ عنہم جب جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تو حضرت سیدنا عمر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تحریک پر خلیفۂ اوّل حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پہلے تو انکار ہی کیا کرتے رہے اور یہ فرماتے کہ جو کام رسول اللہ ﷺ نے نہ کیا ہو میں نہیں کرتا؟ گویا اسے بدعت سمجھ رہے تھے' حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کا اصرار بڑھتا گیا تا آنکہ خلیفۂ رسول نے فرما دیا کہ میرا سینہ اس چیز کے لئے کھل گیا جس کے لئے عمر کو شرح صدر ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ نے جمع قرآن کا حکم دیا اور انتظام فرما دیا' صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا' اس طرح سب کا اجماع ہو گیا۔

آپ ﷺ کے ظاہر وصال مبارک کے بعد یہی وہ پہلی بدعت تھی جو اس طرح ظہور میں آئی' بدعات واجبہ میں اس کا شمار ہے جو عین ہدایت و صواب ہے۔ بدعت ضلالہ' بدعت مذمومہ کا یہاں اطلاق کفر کا ہوگا۔

بدعت کی تعریف اور اس کا حکم حدیث کی روشنی میں

پہلے ہم کو بدعت کے شرعی معنی متعین کرنے کی ضرورت ہے' حدیث شریف میں "بدعت" کی تعریف ان الفاظ میں کی گئی ہے۔ "دین کے اندر کوئی ایسی نئی بات نکالی جائے جو از قسم دین نہ ہو" یعنی کتاب وسنت میں اس کی سند نہ ظاہر ہو نہ خفی نہ ملفوظ ہو نہ مستنبط' اور بدعت کا حکم یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ مردود ہے اور نا قابل قبول' ارشاد مبارک ہے......

"مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ"

﴿مشکوٰۃ شریف' باب الاعتصام ص ۲۷ بحوالہ صحیح بخاری و صحیح مسلم متفق علیہ﴾

سنت کے اصلی معنی

یوم میلاد منانا اوّل تو نئی بات نہیں' پھر جب کہ وہ از قسم دین ہے تو اس پر بدعت کا اطلاق کیسے صحیح ہو سکے گا' لہٰذا یا تو اسے بجائے بدعت کے سنت ہی کہئے اور اگر سنت نبوی ماننے میں تامل ہو تو کم از کم کسی بھی شخص کا ڈالا ہوا ایک اچھا طریقہ تسلیم کرنا ہی پڑے گا جس کی تعبیر زبانِ نبوت نے "سنت" ہی کے ساتھ کی ہے نہ کہ بدعت کے ساتھ' اور اس کی جزاء بھی اتنی زائد بتلائی ہے کہ اسے خود اس کے اس عمل کا اجر ملے گا اور اس کے بعد جتنے بھی لوگ قیامت تک اُس کے اس طریقہ پر عمل پیرا ہوں گے ان سب کا اجر بھی اُسے ملتا رہے گا......

"مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ" ﴿مشکوٰۃ شریف کتاب العلم پہلی فصل ص ۳۳ بحوالہ صحیح مسلم﴾

کسی چیز کے حسن و قبح کا معیار

بایں ہمہ اگر اسے "سنت" کہنے میں تامل ابھی باقی ہے اور بدعت کہنے پر اصرار تو پھر "بدعت حسنہ" یعنی اچھی بدعت کہنے سے کیوں گریز ہے؟ کسی چیز کے اچھے ہونے کا معیار تو صرف اس قدر ہے کہ مسلمان اس کو اچھا سمجھیں "مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ": جس کسی چیز کو مسلمان اچھی سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ ﴿مرقاۃ۔ باب الاعتصام﴾

بدعت ضلالہ کی وضاحت حدیث کی روشنی میں

بناء بریں بدعت حسنہ ہونے مقبول ومطلوب ہوگی' اور جو بدعت سیئہ (بری بدعت) ہوگی وہ مردود ہوگی' اور اس کی تعبیر بدعت ضلالہ سے بھی کی گئی ہے' حدیث شریف میں بطور صفت اس کی توضیح اس طرح کی گئی ہے "لَا یَرْضَاهَا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ" یعنی بدعت ضلالہ ایسی کہ نہ اللہ اس سے خوش ہو اور نہ اس کے رسول اس سے راضی۔

﴿مشکوٰۃ باب الاعتصام ص ۳۰ بحوالہ جامع ترمذی و سنن ابن ماجہ﴾

اُمت محمدی کا ضلالت پر جمع نہ ہونا' اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہونا

ضلالت وگمراہی کے تعلق سے یہ پیشین گوئی بھی ملتی ہے: "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَجْمَعُ اُمَّتِیْ اَوْ قَالَ اُمَّةَ مُحَمَّدٍ عَلَی الضَّلَالَةِ وَیَدُ اللّٰهِ عَلَی الْجَمَاعَةِ" میری اُمت کو یا فرمایا: اُمت محمد کو اللہ تعالیٰ ضلالت وگمراہی پر جمع نہ کرے گا' اور اللہ تعالیٰ کا ہاتھ جماعت پر ہے۔ ﴿مشکوٰۃ باب الاعتصام دوسری فصل ص ۳۰ بحوالہ جامع ترمذی﴾

قرآن کریم میں ہے: "وَمَنْ یُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ لَهُ الْهُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ وَسَآءَتْ مَصِیْرًا"۔

﴿پ ۵ سورۂ نساء آیت ۱۱۵﴾

"اور جو رسول کے خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور

مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اُسے اُس کے حال چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے اور وہ کیا ہی بری جگہ ہے پلٹنے کی"۔

اجماعِ اُمت کی بحث

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی آیت شریفہ کی بناء پر "اجماعِ اُمت" ایک مستقل اصلِ دین اور دلیلِ شرعی قرار دیا گیا ہے' ائمہ اہلِ سنت کے پاس صرف کتاب و سنت میں کوئی حکم نہ ملے تو اجماعِ اُمت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا' اور اس کو اتنی بڑی اہمیت حاصل ہے کہ صحابہ کرام کا اجماع اگر ہے تو اس کے انکار سے کفر لازم آتا ہے' اور صحابہ کرام کا اجماع کتاب اللہ کی آیت کے مرتبہ میں ہے' لیکن اگر بعض صحابہ سکوت اختیار کئے ہوں اور بعض سے حکم منصوص ہو تو یہ اجماع خبرِ متواتر کے درجہ میں ہے اور اس کا انکار بھی کفر ہوگا' اور صحابہ کرام کے بعد کے بزرگوں کا اجماع ہو تو اس کی حیثیت خبرِ مشہور کی ہوگی جس سے علمِ یقینی تو حاصل نہ ہو سکے گا مگر اطمینان بہر حال حاصل ہو جائے گا۔ ادنیٰ مرتبہ میں متاخرین کا اجماع ہے پھر وہ بھی صحیح خبرِ واحد کے درجہ میں ہے' تاہم اسے اس قیاس پر تقدم و فوقیت حاصل رہے گی جو اُصولِ دین میں سے اصلِ چہارم ہے (یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اجماع میں عوام کے قول کا اعتبار نہیں' اہل الرائے علمائے زمانہ کے اتفاق کو اہلِ سنت ہوں اجماع کہتے ہیں) اجماع کی بحث بدعت ضلالہ کے سلسلہ میں ضمناً آ گئی' دراصل سنتِ نبوی کی وضاحت کرنی تھی' تقابلی مطالعہ کے طور پر سنت کی ضد بدعت کی بھی مزید وضاحت کر دی گئی کہ یوم میلاد منانے کا شرعی حکم معلوم ہو سکے کہ وہ بدعت ہے یا سنت۔

قرآن ایک قانون و دستور ہے اور امرِ کلی

بن باز کا کہنا ہے کہ خدا نے کسی کے یوم پیدائش منانے کا حکم نہیں دیا ہے

چار اصولِ دین و دلائلِ شرعیہ میں (جو ائمہ مجتہدین کے پاس مسائل کے پیچھے ہوتے ہیں اور انہی پر ان کا اجتہاد مبنی ہوا کرتا ہے) اصلِ اوّل کتاب اللہ ہے' سنت کو ثانوی درجہ حاصل ہے اور اجماع تیسرے درجہ میں آتا ہے' چوتھے مرتبہ میں قیاس ہے جو کتاب و سنت اور اجماع پر علی الترتیب ہوتا ہے' اس طرح قیاس کوئی مستقل اصل نہیں۔

بن باز نے لکھا ہے کہ "خدا نے ہم پر کسی اور شخص کے یومِ پیدائش کی تقاریب منانے کا حکم نہیں دیا ہے" دعویٰ بھی تو اس کا کسی نے نہیں کیا ہے کہ اس کا حکم اللہ نے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اگر حکم دیا ہوتا تو پھر ان تقاریب کا منانا فرض ہو جاتا جس کا کوئی قائل نہیں' منانے کا اگر حکم نہیں دیا ہے تو نہ منانے کا حکم کب دیا ہے؟ یہ سب عشق و محبت اور حسنِ عقیدت کے تقاضے ہیں۔ قرآن ایک مکمل قانون اور دستور ہے جس میں قواعد کی تفصیلات و جزئیات نہیں ملتیں' بہت سارے فرائض ایسے بھی ملیں گے جن کا قرآن میں کوئی تذکرہ نہیں' جیسے ظہر و عصر' مغرب و عشاء اور فجر کی نمازیں' پھر ان کی رکعات کی تعداد۔ کیا قرآن میں اللہ کا حکم نہ ملنے سے ان کی فرضیت قابلِ تسلیم نہ ہوگی؟ جب فرائض و ضروریاتِ دین کا قرآن میں صراحتاً کوئی ذکر نہیں ہے تو مندوبات و مستحبات اور مباحات کو کہاں سے لایا جائے؟ قرآن میں صرف حرام چیزوں کی فہرست دی گئی ہے کہ مردار' خون اور سور کا گوشت وغیرہ تم پر حرام کر دیئے گئے ہیں "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ" (پ ۶ سورۃ المائدۃ' آیت ۳) اس کا مطلب یہ ہوا کہ ان کے سوا تمام چیزیں حلال ہیں' حلال چیزیں بہت زائد ہیں' اس لئے ان کی تفصیل نہیں بیان کی جاتی' اسی لئے علمائے کرام کے پاس یہ امر مسلم ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور ہر چیز جائز ہے تاوقتیکہ اس سے منع نہ کر دیا جائے' ایسی صورت میں یومِ میلاد کی ممانعت ثابت کرنے کی ذمہ داری مخالف پر عائد ہوگی۔

عجیب و غریب منطق

سنت و بدعت کے ثبوت کی تلاش حدیث کی بجائے قرآن میں

یہ دعویٰ بھی عجیب و غریب منطق ہے کہ "قرآن سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ میلادُ النبی ﷺ کی تقاریب کا انعقاد بدعت ہے"۔ بدعت کا ثبوت تو سنت کی روشنی میں ہوگا نہ کہ قرآن کی روشنی میں، بدعت و سنت کی بحث پوری تفصیل کے ساتھ گزر چکی ہے کہ بدعت و سنت آپس میں ایک دوسرے کی ضد ہیں، سنت و احادیث شریفہ سے اس کا ثبوت نہ ملنا بدعت ہونے کی دلیل ہوگی، قرآن میں سنت یا احادیث زیرِ بحث کیسے آسکیں گے؟ پھر سنت کی ضد بدعت کے تذکرے کا بھی قرآن کے اندر کیا موقع ہے!......

"فَمَالِ هٰٓؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ حَدِيْثًا" ﴿سورۂ نساء، آیت ۷۸﴾

ترجمہ:- ان لوگوں کو کیا ہو گیا ہے کہ کسی حدیث کی فقہ رکھتے، یعنی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں ہوتے۔

اصولِ دین میں پہلا نمبر کتاب اللہ کا ہے، یہ بھی کوئی ضروری نہیں کہ ہر حکم کتاب اللہ کی عبارۃُ النص یا دلالۃُ النص ہی سے ثابت ہو، بہت سارے احکامِ شرعیہ اشارۃُ النص یا اقتضاءُ النص سے بھی ثابت ہوتے ہیں، اسی لئے مولیٰ تعالیٰ فرماتا ہے......

"وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ"

﴿پ ۵ سورۂ نساء، آیت ۸۳﴾

ترجمہ:- اور اگر اس میں رسول اور اپنے ذی اختیار لوگوں کی طرف رجوع لاتے تو ضرور تحقیق کرنے والے اس کی تحقیق کر لیتے۔

قرآنِ کریم سے استنباطِ احکام و مسائل ائمہ مجتہدین اور علمائے محققین کا کام

ہے۔ غور کرنے پر بہت ہی آیتوں سے اشارۃُ النص اور اقتضاءُ النص کے طور پر عید میلادُ النبی ﷺ کا ثبوت مل جائے گا۔

"آیاتِ قرآنی"

حضور کے وسیلہ سے فتح و نصرت کا طلب کیا جانا

صدیوں سے نبی آخر الزماں ﷺ کی تشریف آوری کے ڈنکے بج رہے تھے۔ بڑے بڑے انبیاء کرام نے بشارتیں دیں، سماوی پیشین گوئیاں پائی گئیں، صدیوں سے زمین و آسمان میں غلغلے مچے ہوئے تھے، ابھی دُنیا میں آپ ﷺ کا ظہور بھی نہیں ہوا تھا کہ اہلِ کتاب آپ ﷺ کا وسیلہ لے کر فتح و نصرت کی دُعائیں کیا کرتے تھے اور اس واسطہ سے وہ دُعائیں قبول بھی ہو جایا کرتی تھیں، جس کو قرآن کریم نے اس طرح بیان فرمایا ہے:

"وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ" ﴿پ ۱ سورۂ بقرہ، آیت ۸۹﴾

ترجمہ:- اور اس سے پہلے وہ اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح طلب کرتے تھے ان کے پاس آیا وہ جانا پہچانا تو اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

حضورِ اکرم ﷺ دُنیا میں تشریف لانے سے پہلے دوسری اُمتوں کے واسطے

قضائے حوائج و فتح و نصرت کے لئے جب وسیلہ اور ملجا و ماویٰ تھے تو کیا اپنی اُمت کے لئے' جو ایمان و عرفان پر فائز ہیں' وسیلہ نہ بنیں گے' خاص کر میلاد مبارک کے دن جو ایک یادگار دن ہے فتح و نصرت اور کامیابیوں کا۔

حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے یوم میلاد کی خصوصیات

اب کتاب اللہ کی اور دو آیتیں پیش کی جاتی ہیں......

ا:)...... حضرت یحییٰ علیہ السلام کا یوم میلاد' یوم وفات اور یوم البعث' اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلام یعنی سلامتی و امان ہے:

"وَسَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوْتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا"

﴿پ ۱۶' سورہ مریم' آیت ۱۵﴾

ترجمہ:- اور یحییٰ پر سلام ہو اُن کے میلاد کے دن اور اُن کی وفات کے دن اور جس دن وہ زندہ اٹھائے جائیں گے۔

۲:)...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں ہے کہ نومولود بچے نے کہا:

"وَالسَّلٰمُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ اَمُوْتُ وَيَوْمَ اُبْعَثُ حَيًّا"۔

﴿پ ۱۶' سورہ مریم' آیت ۳۳﴾

ترجمہ:- مجھ پر امن و سلام ہے جس روز میں پیدا ہوا' اور جس روز میں وفات پاؤں گا' اور جس روز مجھے زندہ کر کے اُٹھایا جائے گا۔

اولیاء اللہ کے لئے بھی دُنیاوی مبشرات کا حاصل ہونا

اولیاء کرام میں جو بھی شخص ان کے بعد ان کے مقام کا وارث ہو' اللہ تعالیٰ اُس سے بطریق فیض و الہام فرماتا ہے......

"اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَوْمَ وُلِدْتَ وَيَوْمَ تَمُوْتُ وَيَوْمَ تُبْعَثُ حَيًّا اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ": تجھ پر سلام ہو جس دن تو پیدا ہوا' اور جس دن تو مرے گا' اور جس دن تو زندہ اُٹھایا جائے گا' خبردار اولیاء اللہ پر نہ کوئی خوف طاری ہوگا اور نہ وہ رنجیدہ ہوں گے۔ اور یہ بات دُنیوی مبشرات کے اقسام سے ہے' جس کی طرف اس ارشاد باری میں اشارہ ہے......

"لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا" ﴿پ ۱۱ سورہ یونس آیت نمبر ۶۴﴾

ترجمہ:- انہی کے لئے خوشخبری ہے دُنیاوی زندگی میں۔

سید الانبیاء والمرسلین ﷺ کا مقام تو بہت ہی اعلیٰ وارفع ہے ان کے یوم میلاد میں سلام نازل ہونے کے تعلق سے کیا کسی مسلمان کو کوئی شبہ آ سکتا ہے!

بشریٰ یا بشارۃ اس خبر کو کہتے ہیں جو فرحت بخش اور مسرور کن ہو' ایسی خوشخبری دینے والے کا نام مبشر ہے' اس طرح "مبشر" کے معنی ہوں گے خوشخبری دینے والا' فرحت بخش خبر پہنچانے والا۔

بشارت عیسیٰ علیہ السلام

قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک اور پیشین گوئی منقول ہے......

"وَمُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِيْ مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ"

﴿پ ۲۸' سورہ صف' آیت ۶﴾

ترجمہ:- اور ان رسول کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے' اُن کا نام احمد ہے

سبحان اللہ! بچوں کے نام پیدائش کے ساتویں روز ماں باپ رکھتے ہیں' ولادت پاک سے سات سو پچاس (۷۵۰) سال پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اُن کا

نام "احمد" ہے۔ معلوم ہوا کہ اُن کا نام کسی آدمی نے نہیں رکھا' رب تعالیٰ نے رکھا ہے' کب رکھا ہے؟ یہ تو رکھنے والا ہی جانے۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے رسالتمآب ﷺ کے تعلق سے پیشین گوئی میں "یَاْتِیْ" کہہ کر آپ کے اتیان یعنی آمد آمد کی سینکڑوں برس پہلے تشہیر فرمادی' پھر اس تشہیر میں تبشیر کی یہ شان ظاہر ہو رہی ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام بحیثیت مُبَشِّر خود بھی خوش بخوش ہیں' کیسی صاف بشارت ہے' حضرت مسیح علیہ السلام نے اپنی اُمت کو حضور ﷺ کی ولادت کا کیسا منتظر بنایا اور شوق دلایا ہے! اور وہ سارے انبیاء اور اُمتیں بھی نبی آخر الزمان ﷺ کی تشریف آوری پر صدیوں خوشیاں مناتے رہے ہیں جن تک یہ بشارت وقتاً فوقتاً پہونچتی گئی ہے۔ افسوس کہ آج کا مسلمان ہم سے کہہ رہا ہے کہ عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر خوشی منانا اور مسرتوں کا اظہار بدعت ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنی شان خود بیان فرمائی

خلقت و آفرینش آدم علیہ السلام سے بھی پہلے آپ ﷺ خاتم النبیین

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کے پاس خاتم النبیین اس وقت لکھا جا چکا ہوں جب کہ آدم علیہ السلام اپنے آب و گل یعنی خلقت و آفرینش میں پڑے ہوئے تھے (کہ ابھی تک نہ ان کی صورت گری ہوئی تھی اور نہ روح کا تعلق جسد سے قائم ہوا تھا)۔

دُعاء ابراہیم' بشارتِ عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ آمنہ کی رؤیا

ایک اور موقعہ پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

سَاُخْبِرُكُمْ بِاَوَّلِ اَمْرِیْ دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ وَبِشَارَةُ عِیْسٰی

وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ وَضَعَتْنِیْ وَقَدْ خَرَجَ لَهَا مِنْهُ قُصُوْرُ الشَّامِ

﴿مشکوٰۃ شریف باب فضائل سید المرسلین ص ۵۱۳ بحوالہ شرح السنۃ بروایت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ و بحوالہ مسند امام احمد بن حنبل بروایت ابوامامہ رضی اللہ عنہ﴾

اور تمہیں اب میں بتلاتا ہوں اپنی شان کا آغاز' میں ابراہیم علیہ السلام کی دُعاء ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت اور اپنی والدہ محترمہ کا وہ رؤیاء جو میری ولادت کے وقت انہوں نے دیکھا تھا کہ اُن سے ایک نور چمکا جس سے اُن کو شام کے محلات نظر آئے۔

"دَعْوَةُ اِبْرَاهِیْمَ" سے مراد حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اُس وقت کی دُعاء ہے جب کہ آپ اور آپ کے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام دونوں خانہ کعبہ کی بنیادیں اُٹھا رہے تھے اور التجاء کر رہے تھے......

"رَبَّنَا وَابْعَثْ فِیْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِكَ وَیُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَیُزَكِّیْهِمْ" ﴿پ ۱ سورۂ بقرہ آیت ۱۲۹﴾

ترجمہ:- اے رب ہمارے اور بھیج ان میں ایک رسول انہی میں سے کہ ان پر تیری آیتیں تلاوت فرمائے اور انہیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انہیں خوب ستھرا فرمادے۔

"بِشَارَةُ عِیْسٰی" قرآن کریم میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ ارشاد مبارک اور پیشین گوئی منقول ہے......

"وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗۤ اَحْمَدُ"

﴿پ ۲۸ سورۂ صف' آیت ۶﴾

ترجمہ:- اور ان رسول کی بشارت سنانے والا ہوں جو میرے بعد تشریف لائیں گے اُن کا نام احمد ہے

اس حدیث شریف کے آخری جزء "وَرُؤْیَا اُمِّیَ الَّتِیْ رَاَتْ حِیْنَ

وَضَعَتْنِیْ" کے تعلق سے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی ؒ نے "لمعات شرح مشکوٰۃ" میں تحریر فرمایا ہے۔

بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت آمنہ ؓ کے خواب میں ایک ایسا نور چمکا جس سے شام کے محل اُن کو نظر آئے، مگر حضرت شیخ محدث ؒ فرماتے ہیں کہ اخبار آثار میں یہ روایات آئی ہیں کہ یہ رؤیا (دیکھنا) خواب میں نہیں بلکہ بیداری میں ہوا، اور خواب جو دیکھا تھا وہ یہ تھا کہ ایک آنے والا اُن کے پاس آیا اور کہا: کیا تم جانتی ہو کہ اس اُمت کے سردار اور اس کے نبی کے حمل سے تم حاملہ ہو گئی ہو۔ آخر میں شیخ محدث ؒ فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں رؤیا کو رؤیۃ بالعین یعنی اپنی آنکھوں دیکھے حال پر محمول کرنا ہوگا، ورنہ عام طور سے رؤیا کے معنی خواب کے ہوتے ہیں اور آنکھوں سے کسی چیز کے دیکھنے کو بھی رؤیا کہا جاتا ہے۔ سیدہ آمنہ ؓ سے تو یہ نور ظاہر ہوا تھا اگر آپ پر اس نور کی بدولت بیداری میں برأی العین تمام عالم منور ہو گیا ہو اور شام کے محل بھی انہیں نظر آنے لگے ہوں تو کوئی تعجب کی بات نہیں، یہ نور تو وہی نور تھا جس کے تعلق سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا......

"اَنَا مِنْ نُوْرِ اللّٰہِ وَکُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُوْرِیْ"۔

ترجمہ:- میں اللہ کے نور سے بنا اور ہر چیز میرے نور سے پیدا ہوئی۔

یہی وہ مقدس نور کہ جب آدم ؑ کی پیشانی میں جلوہ گر ہوا تو اُن کو مسجودِ ملائکہ بنا دیا۔

والدۂ عثمان اور شفاء ؓ کا انکشاف

عثمان بن ابی العاص ؓ کی والدہ جو میلاد شریف کی رات حضرت سیدہ آمنہ ؓ کی خدمت میں حاضر تھیں، بیان کرتی ہیں کہ قبل ولادت شریف گھر میں

جدھر میں نظر ڈالتی تھی نور ہی نور نظر آتا تھا اور اُس وقت ستاروں کی یہ کیفیت محسوس ہوتی تھی کہ گویا وہ اس مکان پر ٹوٹ پڑ رہے ہیں۔ شفاء ؓ، عبدالرحمٰن بن عوف ؓ کی والدہ بیان کرتی ہیں کہ اس نور سے مجھے اس قدر انکشاف ہوا کہ مشرق و مغرب تک میری نظر پہنچ گئی اور رُوم کے مکانات میں نے دیکھے۔

﴿المواہب اللدنیہ ☆ شفاء قاضی عیاض ☆ خصائص کبریٰ﴾

عامر یمنی اور اُن کی بیوی کا مشاہدہ

اوروں نے بھی میلادِ مبارک کے وقت دیکھا ہے کہ یہ نور تمام آفاق کو چھا گیا ہے، چنانچہ عامر نے یمن میں ایسا ہی دیکھا، ابن حجر ہیتمی ؒ نے لکھا ہے کہ جب یمن کی سرزمین تک ظہورِ نور کے اثرات پہنچے تو عامر کو بت پرستی کے بعد اسلام کی ہدایت نصیب ہوئی، حضور ﷺ کی قدم بوسی کا شرف حاصل ہوا اور آپ کے عشق و محبت میں کرامت کی موت پائی، اُن کا قصہ عقل و فہم کو متحیر کر دینے والا ہے، ابن حجر ؒ نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ عامر کے پاس ایک بت تھا اور اُس کی ایک لڑکی تھی جو قولنج (دردِ شکم) اور جذام میں مبتلا تھی، وہ اپاہج ہو گئی تھی، اُٹھنے اور کھڑے ہونے کی بھی اُس میں طاقت نہ تھی، عامر کا طریقہ یہ تھا کہ بت کو کھڑا کر دیتا اور اپنی بیٹی کو اُس کے سامنے ڈال دیتا اور کہتا: یہ میری بیمار بیٹی ہے، آپ اس کی دوا کیجئے اور اگر آپ کے پاس شفاء ہو تو اسے اس کی بلاء سے شفاء دیجئے۔ سالہا سال تک وہ اسی طریقہ پر قائم رہا اور اس بت سے اپنی حاجت طلب کرتا رہا، مگر اُس بت نے عامر کی ضرورت پوری نہ کی۔

تمام آفاق پر نور چھا گیا

اس کے بعد جب عنایات کی ہوائیں توفیق وہدایات کے ساتھ چلنے لگیں تو عامر نے اپنی بی بی سے کہا: ہم کب تک اس بہرے، گونگے پتھر کی عبادت کرتے رہیں گے جو نہ بولتا ہے اور نہ کلام کرتا ہے اور میں یہ گمان نہیں کرتا کہ ہم سیدھے دین پر ہیں؛ اُس کی بی بی نے اُس سے کہا: ہم کو کسی راستہ پر لے چلو؛ ہو سکتا ہے کہ ہم کوئی دلیل حق کی طرف دیکھ لیں؛ یہ تو ضروری ہے کہ ان مشارق ومغارب کا ایک ہی خدا ہو؛ جو خالق ہو؛ راوی نے کہا: اس اثناء میں کہ وہ دونوں اپنے گھر کی چھت پر تھے یکا یک دونوں نے ایک ایسے نور کا مشاہدہ کیا جو آفاق پر چھا گیا ہے اور ضیاء واشراق سے وجود کو بھر دیا ہے؛ پھر اللہ تعالیٰ نے اُن کی نظروں سے اُن کی ظلمت وتاریکی کے بعد پردہ ہٹا دیا تاکہ غفلت کی نیند سے جاگ اٹھیں؛ اس کے بعد انہوں نے فرشتوں کو دیکھا کہ وہ صفیں باندھے ہوئے ہیں اور بیت اللہ شریف کو گھیرے ہوئے ہیں اور پہاڑوں کو دیکھا کہ سجدے میں پڑے ہوئے ہیں؛ زمین مردہ ہو گئی ہے؛ نہ اس کی سرسبزی باقی ہے نہ شادابی؛ درخت جھک گئے ہیں اور فرحتیں ومسرتیں درجۂ کمال کو پہنچ گئی ہیں اور ایک منادی نداء کر رہا ہے کہ نبی ہادی ﷺ پیدا ہو گئے؛ پھر اُس بت پر نظر ڈالی تو دونوں نے اُسے اُلٹا دیکھا؛ ذلت اُس پر چھا گئی ہے اور پورا پورا اُس کو پلٹا دیا گیا ہے؛ عامر نے اپنی بی بی سے کہا: کیا خبر ہے؟ اُس نے کہا: بت کو دیکھو؛ اُس کو کہتے ہوئے دونوں نے سنا: بڑی خبر ظاہر ہو گئی ہے اور جس نے وجود کو شرف وفخر عطا کیا ہے اُس کی ولادت ہو گئی ہے اور نبی منتظر ہیں؛ جن سے شجر وحجر خطاب کریں گے اور چاند اُن کے لئے شق ہو جائے گا اور وہ ربیعہ ومضر کے سردار ہیں۔ عامر نے اپنی بی بی سے کہا: کیا تم وہ سب باتیں سن رہی ہو جو یہ پتھر کہہ رہا ہے؟ اُس نے کہا اس سے پوچھو کہ اُس مولود (نوزائیدہ بچہ) کا نام کیا ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے وجود کو منور کیا ہے اور اس سے آباء

واجداد کو مشرف فرمایا ہے؟ انہوں نے کہا: اے ہاتف موردود (وارد کئے ہوئے ہاتف غیبی) جو اس سخت پتھر کی زبان پر کلام کرنے والا ہے جس نے آج بات کی ہے اُس مولود کا نام کیا ہے؟ اُس نے کہا: محمد مصطفیٰ ﷺ ابن زمزم والصفا ہے؛ اُن کی سرزمین تہامہ ہے؛ اُن کے دونوں شانوں کے درمیان ایک علامت ہے؛ جب وہ چلیں گے تو ابر اُن پر سایہ فگن ہو گا۔

نورِ مصطفیٰ ﷺ کے وسیلے سے اپاہج لڑکی تندرست ہو گئی

پھر عامر نے اپنی بی بی سے کہا: ہمارے ساتھ اُن کی تلاش میں نکلو تاکہ اُن کے ذریعہ حق کا راستہ پا سکیں۔ اُس کی بیمار بیٹی جو گھر کے نچلے حصہ میں پڑی ہوئی تھی کیا دیکھتے ہیں کہ وہ چھت کے اُوپر کھڑی ہے۔ باپ نے کہا: میری بیٹی! تمہارا دکھ درد جس کو تم پاتے تھے کہاں چلا گیا؟ اور تمہاری رات بھر کی بیداری جس میں ہمیشہ تم مبتلا رہا کرتی تھیں کیا ہو گئی؟ اس نے کہا: میرے ابا! میں سو رہی تھی اور خواب دیکھ رہی تھی؛ یک بیک کیا دیکھتی ہوں کہ ایک نور میرے سامنے ہے اور ایک شخص میرے پاس آیا ہے؛ میں نے کہا: یہ نور کیا ہے جس کی روشنی مجھ پر چمکی ہے؟ کہا گیا کہ یہ نور ولد عدنان کا ہے جس سے کائنات وموجودات معطر ہو گئے ہیں۔ میں نے کہا: اُن کے اسم معظم سے مجھے باخبر کیجئے؛ تو اُس نے کہا: اُن کا نام احمد ومحمد ہے؛ عاجز پر رحم فرمائیں گے اور قصور وار کو معافی دیں گے۔ میں نے کہا: اُن کا دین کیا ہے؟ کہا حنفی ربانی ہے۔ میں نے کہا: اُن کا نسب کیا ہے؟ کہا: قریشی عدنانی ہے۔ میں نے کہا: وہ کس کی عبادت کریں گے؟ کہا مہیمن (محافظ) حمانی کی۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ کہا: اُن فرشتوں میں سے ایک ہوں جو آپ کے جمالِ نورانی سے مشرف ہوئے ہیں۔ میں نے کہا: کیا آپ اس دکھ درد کو نہیں دیکھ رہے ہیں جس میں میں مبتلا ہوں! کہا: ان کا وسیلہ لو کیونکہ اُن کے رب قدیم وقریب نے فرمایا ہے: میں نے اپنا سر اور برہان ان کے اندر رکھ دیا

ہے' جو کوئی مجھ سے دُعاء کرے آپ کے واسطے سے میں اُس کی مصیبت کو دُور کر دوں گا اور قیامت کے دن ہر اُس شخص کے بارے میں آپ کی شفاعت کو قبول کروں گا جس نے نافرمانی کی ہوگی۔

اُس کے بعد میں نے اپنے ہاتھ اور انگلیاں دراز کیں اور خلوص دل کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے دُعاء کی پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے چہرے پر اور تمام اعضاء پر پھیرے اس کے بعد نیند سے جب بیدار ہوئی تو جیسے آپ مجھے دیکھ رہے ہیں قوی ہوں اور صحیح و تندرُست ہوں۔

عامر کا مکہ پہنچ کر دیدار سے مشرف ہونا

عامر نے اپنی بی بی سے کہا: اس مولود کا کوئی راز اور برہان ہے' ہم نے اس کی آیات (نشانیوں) سے عجائبات دیکھے ہیں' ضرور میں اُس کی محبت میں وادیوں اور ٹیلوں کو طے کر ڈالوں گا۔ عامر پوری تیاری کے ساتھ مکہ کے ارادہ سے چلے' وہاں پہنچ کر حضورِ اکرم ﷺ کی والدۂ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کا پتہ پوچھا' دروازہ کھٹکھٹایا اور اُن سے کہا: ہم کو اس مولود کا جمال دکھایئے جس سے اللہ تعالیٰ نے وجود کو منور کر دیا اور آباء و اجداد کو مشرف فرما دیا ہے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں تمہارے سامنے اسے باہر نہیں لا سکتی کیونکہ میں اس پر یہود سے خوف زدہ ہوں۔ عامر نے عرض کی: ہم نے اس کی محبت میں اپنے وطن کو چھوڑا ہے اور اپنے دین اور ادیان کو اس لئے ترک کر دیا ہے کہ اس حبیب پاک ﷺ کے جمال کو دیکھ لیں جس کا قصد کرنے والا محروم نہیں ہوتا۔ فرمائیں: اگر تمہارے لئے اس کی دید اتنی ضروری ہے تو ٹھہرو اور تھوڑی دیر صبر کرو' جلدی نہ کرنا۔ پھر تھوڑی دیر کے لئے سامنے سے ہٹ گئیں اور اُن سے کہا: اندر آیئے' سب اس گھر میں داخل ہو گئے جس میں نبی مکرم رسولِ معظم ﷺ تھے' جب انہوں نے حبیب پاک کے انوار کا دیدار کیا تو حواس باختہ ہو گئے اور تہلیل و تکبیر شروع کر دی' پھر

آپ کے چہرۂ انور سے کپڑا ہٹایا تو آپ کی روشنی کا نور آسمان تک چمک اُٹھا اور آپ کے چہرے کے نور سے ایک عمود (منارۂ نور) طلوع ہوا جو آسمان تک پہنچ گیا۔ اس کے بعد وہ آپ ﷺ کی محبت میں چیخ و پکار کرنے لگے' قریب تھا کہ دم اُکھڑ جاتا' پھر آپ کے قدم چومے اور آپ پر گر پڑے' آپ ﷺ کے دست مبارک پر اسلام لائے۔ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے اُن سے کہا: جلد باہر نکل جاؤ کیوں کہ ان کے دادا عبدالمطلب نے یہ امانت میرے سپرد کی ہے کہ لوگوں کی نظروں سے میں اسے چھپاؤں اور اس کے حال کو پوشیدہ رکھوں۔ اس کے بعد وہ لوگ حبیب اکرم ﷺ کے پاس سے نکل گئے مگر اُن کے دلوں میں آتشِ عشق کے شعلے بھڑک رہے تھے۔

عامر کا حضور ﷺ کے قدموں پر گر کر قربان ہو جانا

پھر عامر نے اپنے دل پر ہاتھ رکھا' عقل و ہوش جا چکے تھے' پھر چیخا اور کہا: مجھے سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر پر دوبارہ لے چلو اور اُن سے درخواست کرو کہ دوسری مرتبہ وہ مجھے آپ کے جمال کا دیدار کرائیں' اس کے بعد آمنہ کے گھر کو واپس گئے' جب اندر گئے تو دیکھتے ہی آپ کی طرف لپکے اور قدموں پر گر پڑے' پھر عامر نے ایک چیخ ماری اور اُسی وقت وفات پائی۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی روح کو جلد جنت میں بھیج دیا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے یہ پورا قصہ بیان کرنے کے بعد آخر میں لکھا ہے: واللہ یہ ہیں احوال محبین و عاشقین کے!! اور واللہ یہ ہیں صفات صادقین کے!

یہودی کا آپ کے دیکھنے کے بعد بیہوش ہو کر گر پڑنا

بعض اشقیاء ایسے بھی ہوئے ہیں جن کو میلاد مبارک کے باعث بڑا صدمہ پہنچا حالانکہ علامات دیکھ لینے کے بعد پوری معرفت انہیں حاصل ہو چکی تھی مگر تعصب اس کا تھا کہ بنی اسرائیل سے نبوت اب نکل گئی۔ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے اُم المؤمنین حضرت

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت بیان کی ہے کہ مکہ میں ایک یہودی رہتا تھا، جب وہ رات آئی جس میں نبی کریم ﷺ کی ولادت ہوئی تو اُس نے پوچھا: اے گروہِ قریش! کیا تمہارے پاس آج کوئی لڑکا پیدا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: ہم کو نہیں معلوم۔ اُس نے کہا: دیکھو اس رات اس اُمت کا نبی پیدا ہوا ہے، جس کے دو شانوں کے درمیان ایک علامت ہے۔ یہ وہاں سے چلے اور دریافت کیا تو اُن سے کہا گیا کہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوا ہے، اس کے بعد وہ یہودی اُن کے ساتھ آپ کی والدہ کے گھر گیا، بچہ کو اُس کے پاس باہر لائے، یہودی نے جب وہ علامت دیکھیں تو بیہوش ہو کر گر پڑا، اس کے بعد جب ہوش آیا تو اُس نے کہا: بنی اسرائیل سے نبوت جاتی رہی! اے گروہِ قریش! آگاہ ہو جاؤ! بخدا وہ تم پر ایسا غلبہ پائے گا کہ مشرق سے مغرب تک اس کی شہرت ہو جائے گی۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے جبہ مبارک سے خون ٹپکنا

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے "النعمۃ الکبریٰ علی العالم" میں یہ روایت بھی لکھی ہے کہ جب حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا سے پیدا ہوئے تو اخبار و علمائے یہود میں کوئی حبر ایسا باقی نہ رہا تھا جس کو آپ کی میلادِ مبارک کا علم نہ ہوا ہو، وجہ یہ تھی کہ ان کے پاس اُون کا ایک جبہ تھا جو حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام کے خون میں رنگا ہوا تھا اور اُن کے پاس کتابوں میں لکھا ہوا تھا کہ اس جبہ سے جب خون ٹپکے گا تو عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا اور اُس لڑکے کے سبب ان کے ادیان معطل و بیکار ہو جائیں گے۔ اس جبہ سے جب خون ٹپکنے لگا تو آپ کی میلادِ مبارک کا سب کو علم ہو گیا۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کے خلاف سازش کا ارادہ کیا اور بلاد و امصار میں اطلاعیں بھیج دیں۔

زمانۂ حمل اور اس سے پہلے کے واقعات

میلادِ مبارک کے مختصر واقعات تو بیان کئے جا چکے ہیں، زمانۂ حمل اور اس کے پہلے کے اہم واقعات بھی میلادِ مبارک کی تمہید کے طور پر تبرکاً یہاں بیان کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے: نورِ محمدی ﷺ حضرت آدم و حوا علیہما السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ علیہما السلام تک مومنین و عابدین کے اصلاب و ارحام سے منتقل ہوتے ہوئے چلے آیا ہے۔

جیسا کہ فرمایا:

"وَتَقَلُّبَكَ فِي السّٰجِدِيْنَ" ۔﴿پ ۱۹، سورۃ شعراء، آیت ۲۱۹﴾

ترجمہ:-

اس طرح آپ کے تمام آباء و اجداد آدم علیہ السلام تک سب مومن ہیں۔

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کا انتخاب

جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: میں اصلابِ طاہرہ اور ارحامِ فاخرہ سے منتقل ہوتے ہوئے چلے آیا ہوں۔ حسن بن احمد البکری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے نورِ محمدی ﷺ کو منتقل کرنے کا جب ارادہ فرمایا تو عبداللہ بن عبدالمطلب کے دل میں شادی کی تحریک پیدا کی، انہوں نے اپنی والدہ سے عرض کیا کہ میرے واسطے ایک ایسی لڑکی سے پیام طے کیجئے جو حسن و جمال، قد و اعتدال، رونق و کمال اور اُونچے حسب و نسب کی ہو، والدہ نے کہا: حُبًّا وَكَرَامَةً یَا وَلَدِیْ! میرے سے بصد احترام! پھر وہ قریش کے قبیلوں میں گھومنے لگیں اور عرب کی لڑکیوں میں پھرتی رہیں، مگر حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا کے سوا آپ کو کوئی لڑکی پسند نہیں آئی، عرض کیا: میری اماں! انہیں دوبارہ دیکھ لیجئے" اس کے بعد پھر وہ جا کر دیکھیں تو کیا دیکھتی ہیں کہ وہ ایسی

روشن ہیں جیسے چمکدار تارہ۔ رشتہ طے ہونے کے بعد شادی کے موقعہ پر ایک اوقیہ چاندی اور ایک اوقیہ سونا مہر میں نقد ادا کر دیئے' و نیز سو اونٹ' سو گائے اور سو بکریاں دے دیں۔ لکھا ہے کہ عبداللہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کی شادی میں کثیر جانور ذبح کئے گئے تھے اور بہت زائد طعام تیار کیا گیا تھا۔

مکہ کی عورتوں کا حسد

مکہ کی بے شمار عورتیں نورِ مصطفیٰ ﷺ کو حاصل کرنے کی خواہش مند تھیں' اُن میں سے ۱۰۰ عورتیں اسی حسرت و تاسف میں مر گئیں کہ عبداللہ کا حسن و جمال اُن سے چھوٹ گیا' اور عبداللہ آمنہ کی صحبت میں گزر بسر کرتے رہے' اور نور اُن کی پیشانی میں چمکتے رہتا تھا۔

استقرارِ حمل کی زمین آسمان میں ندائیں

شبِ زفاف یکم رجب اور جمعہ کی رات تھی' اللہ تعالیٰ نے خازنِ جنات رضوان کو اس رات حکم دیا کہ وہ فردوس کو کھول دے' اور ایک منادی نے آسمانوں اور زمین میں ندا کی: آگاہ ہو جاؤ کہ وہ نورِ مکنون (پوشیدہ نور) اور سرِ مخزون (اندوختہ راز) جس سے نبی ہادی برآمد ہوگا وہ اس کی ماں کے پیٹ میں اس رات قرار پا رہا ہے' جس کے اندر اس کی خلقت کا کمال اتمام کو پہنچے گا اور وہ ''بشیر و نذیر'' بن کر لوگوں کی طرف باہر نکلے گا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے' فرمایا: آمنہ کے حمل میں رسول اللہ ﷺ آ جانے پر دلالت کرنے والی یہ باتیں تھیں: قریش کے ہر چوپایہ نے اس رات بات کی اور کہا: ربِ کعبہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ حمل میں آ گئے ہیں اور وہ اہلِ دُنیا کے امام اور ان کے چراغ ہیں۔ شاہانِ عرب و عجم میں سے کسی بادشاہ کا تخت باقی نہ رہا

تھا مگر یہ کہ وہ اوندھا ہو گیا تھا۔ مشرق کے وحشی جانور مغرب کے وحشی جانوروں کی طرف بشارتیں لے کر بھاگے' اسی طرح سمندروں کے رہنے والے بعض کو خوشخبری سنا رہے تھے۔ حمل کے ہر مہینہ میں زمین میں ایک ندا ہوا کرتی اور آسمان میں ایک ندا: خوشیاں مناؤ' میمنت و برکت والے ابو القاسم محمد مصطفیٰ ﷺ کے ظہور کا وقت آ گیا ہے۔

ابلیس کا واویلا

ابلیس بھاگتے ہوئے چلے آیا یہاں تک کہ کوہ ابو قبیس پر آ پہنچا' ایک چیخ ماری اور اڑلایا (یعنی اُونچی آواز سے واویلا کرنے لگا)' شیاطین ہر طرف سے اُس کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے: آپ پر کیا مصیبت آ پڑی ہے؟ اُس نے کہا: ہائے تمہاری خرابی! ایسے سفاک و ہتاک کی دولت آ گئی ہے جس کے ساتھ ہو کر فرشتے جنگ کریں گے (سفاک: خوب خونریزی کرنے والا' ہتاک: بہت رُسوا اور ذلیل کرنے والا) یہ عورت یعنی آمنہ علیہا السلام جس وقت سے حاملہ ہوئی ہے' ہم ہلاک ہو گئے۔

ہر مہینہ میں ایک نبی کا خواب میں آ کر خوشخبری دینا

حضرت آدم علیہ السلام کا خوشخبری دینا

حضرت آمنہ علیہا السلام نے فرمایا: جب مجھے اپنے پیارے محمد ﷺ کا حمل ہو گیا میرے حمل کے آغاز ماہ میں اور وہ رجب کا مہینہ تھا ایک رات میں نیند کے مزے لے رہی تھی اچانک ایک مرد میرے پاس اندر آیا جس کے چہرے پر علامت تھی اور خوشبو اس سے مہک رہی تھی اور وہ کہہ رہے تھے: ''مَرْحَباً بِكَ'': خوش آمدید یا محمد! میں نے اُن سے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے فرمایا: میں آدم ابو البشر ہوں۔ میں نے کہا:

مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ تم کو خوش ہونا چاہیے کیونکہ تم حاملہ ہوگئی ہو سید البشر کی اور فخرِ ربیعہ و مضر کی۔

حضرت شیث علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب دوسرا مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ کہہ رہا تھا۔ میں نے اُن سے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں شیث ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ تمہیں خوش ہو جانا چاہیے کیونکہ تم حاملہ ہوگئی ہو صاحب التاویل والحدیث کی۔

حضرت نوح علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب تیسرا مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا نَبِیَّ اللّٰہ کہہ رہا تھا۔ میں نے اُس سے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں نوح ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: خوشخبری ہو اے آمنہ! تم حاملہ ہوگئی ہو نصرت و فتح والے کے ساتھ۔

حضرت ہود علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب پانچواں مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ کہہ رہا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا صَفْوَۃَ اللّٰہ! (صفوۃ اللہ یعنی اللہ کا منتخب اور برگزیدہ بندہ)۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں ہود ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ! تمہیں بشارت ہو تم ایسی ذات کی حاملہ ہوگئی ہو جو یومِ موعود میں شفاعتِ عظمیٰ کے صاحب ہوں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب چھٹا مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ کہہ رہا تھا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ

یَا رَحْمَۃَ اللّٰہ! (آپ پر سلام ہو اے وہ ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے عالمین کے لئے رحمت بنایا)۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں ابراہیم خلیل اللہ ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ مژدہ (خوشخبری) ہو تمہیں کہ تم حاملہ ہوگئی ہو نبی جلیل کی۔

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب ساتواں مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ کہہ رہا تھا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا مَنِ اخْتَارَہُ اللّٰہ! (آپ پر سلام ہو اے وہ ذات جس کو اللہ نے منتخب فرمایا ہے)۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں اسماعیل ذبیح ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ خوشیاں مناؤ تم حاملہ ہوگئی ہو نبی رجیح و ملیح کے ساتھ کہ اس نبی کا وزن میں رجحان اور پلہ بھاری ہے اور ملاحت بھی اسے حاصل ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب آٹھواں مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ کہہ رہا تھا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خِیْرَۃَ اللّٰہِ! (آپ پر سلام ہو اے اللہ کے منتخب بندے)۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں موسیٰ بن عمران ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ تمہیں بشارت ہو تم ایسی ذات کی حاملہ ہوگئی ہو جس پر قرآن نازل ہوگا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا خوشخبری دینا

جب نواں مہینہ آیا تو ایک مرد میرے پاس اندر آیا اور وہ کہہ رہا تھا: اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ! دَنَا الْقُرْبُ مِنْكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ! یعنی اے اللہ کے رسول!

آپ سے قرب ونزدیکی قریب ہوگئی ہے۔ میں نے کہا: آپ کون ہیں؟ انہوں نے کہا: میں عیسیٰ بن مریم ہوں۔ میں نے کہا: مقصد کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا: آمنہ! تمہیں بشارت ہو تم حاملہ ہوگئی ہو نبی مکرم اور رسول معظم کی۔

حضور ﷺ کی پیدائش کا ارادۂ الٰہی

''مرقاۃ شرح مشکوٰۃ'' میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ امام ابن جزری نے ''کتاب الوفاۃ'' میں کعب احبار سے یہ روایت بیان کی ہے: اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کو پیدا کرنے کا جب ارادہ فرمایا تو جبریل علیہ السلام کو حکم دیا' وہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے مقام کی سفید مشت خاک لے کر آئے اور وہ تسنیم (نہر جنت) کے پانی سے گوندھی گئی۔ اس کے بعد جنت کی نہروں میں اُسے ڈبایا گیا اور آسمانوں میں پھرایا گیا' جس کی وجہ سے ملائکہ کو حضرت محمد ﷺ کی معرفت' حضرت آدم علیہ السلام کی معرفت سے پہلے حاصل ہوگئی' پھر حضرت آدم علیہ السلام کی پیشانی میں نور محمد ﷺ چمکتا رہا اور اُن سے کہا گیا: اے آدم! یہ ان سب مرسلین کا سردار ہے جو تمہاری اولاد سے ہیں۔

سفرِ نورِ مصطفیٰ ﷺ

آدم وحواء سے منتقل ہوتے چلے آکر بالآخر صلب عبداللہ سے رحم آمنہ میں نور محمدی ﷺ منتقل ہوگیا

اس کے بعد حواء کے حمل میں جب شیث آگئے تو یہ نور حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کی طرف منتقل ہوگیا' اور انھیں عادت تھی کہ ہر زچگی میں دو بچے ہوا کرتے تھا بجز شیث کے کہ وہ تنہا پیدا ہوئے' حضرت محمد ﷺ کی حرمت وکرامت کے باعث' پھر یہ نور ایک طاہر سے دوسرے طاہر کی طرف منتقل ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ صلب عبداللہ بن عبدالمطلب سے رحم آمنہ میں یہ نور منتقل ہوگیا۔

میں دیکھا کہ گویا چاندی کا ایک سلسلہ (زنجیر) اُن کی پیٹھ سے نکلا جس کی ایک طرف آسمان میں ہے اور ایک طرف زمین میں' اور ایک طرف مشرق میں ہے اور ایک طرف مغرب میں' اور اس کے بعد وہ سلسلہ ایک درخت ہوگیا' جس کے ہر ایک پتے پر ایسا نور چمک رہا ہے جو آفتاب کے نور سے ستر درجے زیادہ ہے' ویسا نور میں نے کبھی نہ دیکھا تھا' اور اس نور کی روشنی' بلندی اور عظمت ساعت بہ ساعت بڑھتی جاتی تھی' اور اہل مشرق ومغرب اس درخت میں لپٹے ہوئے ہیں' اور اہل عرب وعجم اس کو سجدہ کر رہے ہیں اور کچھ لوگ قریش کے اس کے ساتھ لٹکے ہوئے ہیں' اور بعض قوم قریش اسے کاٹنا چاہتے ہیں' جب اس کے پاس آتے ہیں تو ایک حسین جوان جس کے پاس سے خوشبو مہکتی ہے ان کو پکڑ کے ان کی پیٹھیں توڑ ڈالتا ہے۔ عبدالمطلب نے یہ خواب قریش کے ایک کاہنہ سے بیان کیا' اُس نے تعبیر دی کہ تمہاری پشت سے ایک لڑکا پیدا ہوگا' اہل مشرق ومغرب اُس کے تابع ہوں گے' اور اہل آسمان وزمین اس کی حمد کریں گے' اسی لئے عبدالمطلب نے آپ کا نام ''محمد'' (ﷺ) رکھا۔

نام نامی ''محمد'' (ﷺ) رکھنے کی ہدایت

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا: حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا بیان کیا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھیں کہ جب میرے حمل پر چھ ۶ مہینے گزر گئے تو خواب میں ایک آنے والا میرے پاس آیا اور کہا کہ تم حاملہ ہوگئی ہو سید العالمین کی' جب وہ پیدا ہو جائیں تو اُن کا نام ''محمد'' (ﷺ) رکھنا اور اپنا حال لوگوں سے چھپانا۔

شب میلاد کے عجائبات اور انوار کا نزول

نویں مہینہ میں ربیع الاوّل کی پہلی شب سے بارہویں تک حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کو

جو بشارتیں ملی ہیں واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اُن کا بھی تاریخ وار ذکر فرمایا ہے چنانچہ پانچویں شب میں حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے حضرت خلیل علیہ السلام کو خواب میں دیکھا' آپ فرما رہے ہیں کہ تمہیں خوشیاں منانی چاہیئے اس نبی جلیل پر جو صاحب نور و بہاء یعنی حسن و رونق اور صاحب فضل و عز و ثناء ہیں۔ گیارہ راتوں کی بشارتوں اور برکتوں کی تفصیل بیان کرنے کے بعد واقدی رحمۃ اللہ علیہ نے اخیر میں بارہویں شب کی تفصیلات لکھی ہیں کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: یہ چاندنی رات تھی اور اس میں کوئی تاریکی نہ تھی' عبدالمطلب اپنی اولاد کو لئے حرم کی طرف نکل گئے تھے کہ اس کی دیواروں کا جو حصہ منہدم ہو گیا ہے اُسے دُرست کریں۔

حواء' سارہ' آسیہ اور مریم کا دایات و قوابلِ مصطفیٰ ﷺ میں شامل ہونا

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اُس وقت میرے پاس کوئی نہ تھا' نہ مرد نہ عورت! میں اپنی تنہائی پر رونے لگی اور کہنے لگی: ہائے تنہائی' نہ کوئی عورت ہے جو میرے بازو تھامے اور نہ کوئی مخلص ہے کہ اس سے اُنس حاصل کر سکوں اور وحشت دُور ہو اور نہ کوئی لڑکی ہے جو مجھے سہارا دے سکے' آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر میں نے گھر کے کونے کی طرف نظر ڈالی تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ شق ہو گیا ہے اور اُس سے چار بلند قامت عورتیں برآمد ہوئیں' گویا کہ وہ ماہتاب ہیں' انوار اُن پر چھائے ہوئے ہیں' سفید ازاریں پہنی ہوئی ہیں' اُن کی اوڑھنیوں سے مشک کی خوشبو مہک رہی ہے' یہ عبد مناف کی لڑکیاں معلوم ہو رہی تھیں' ان میں سے پہلی آگے بڑھی اور کہا: آمنہ! تم جیسی کون ہو سکتی ہے جبکہ تم حاملہ ہو گئی ہو سید البشر کی اور فخر ربیعہ و مضر کی! پھر وہ میرے سیدھے جانب بیٹھ گئیں' میں نے ان سے کہا: آپ کون ہیں؟ فرمائیں: میں حواء ہوں' ام البشر رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔ پھر اُن میں سے دوسری آگے بڑھی اور کہا: آمنہ! تم جیسی کون ہو سکتی ہے جبکہ تم حاملہ ہو گئی ہو طہر طاہر کی (یعنی ایسی ذات کی جو کمال طہارت پر ہو) علم زاہر کی یعنی چمکنے

والے علم کی اور بحر زاخر کی یعنی بھرے ہوئے سمندر کی اور نور باہر (غالب) و سرِ ظاہر کی' پھر وہ میرے بائیں جانب بیٹھ گئیں' میں نے اُن سے کہا: آپ کون ہیں؟ فرمائیں: مَیں سارہ ہوں' خلیل کی بی بی رضی اللہ عنہا۔ پھر اُن میں سے تیسری آگے بڑھی اور کہا: آمنہ! تم جیسی کون ہو سکتی ہے جبکہ تم حاملہ ہو گئی ہو ایسے حبیب کی جو اعلیٰ و ارفع ہیں' صاحب مدح و ثناء ہیں! پھر وہ میری پیٹھ کے پیچھے بیٹھ گئیں' مَیں نے اُن سے کہا: آپ کون ہیں؟ فرمائیں: میں آسیہ بنت مزاحم ہوں رضی اللہ عنہا۔ پھر اُن میں سے چوتھی آگے بڑھی اور وہ اُن سب سے ہیئت و وقار میں بڑھی ہوئی تھی اور ترو تازگی میں اُن سب سے اچھی تھی اور اُس نے کہا: آمنہ تم جیسی کون ہو سکتی ہے جب کہ تم حاملہ ہو گئی ہو صاحب براہین و معجزات و آیات و ولادت کی' سید اہل الارض و السموات کی! پھر میرے سامنے بیٹھ گئیں اور کہا: آمنہ! اپنے آپ کو مجھ پر ڈال دو اور اپنا پورا جھکاؤ میری طرف کر دو' مَیں نے اُن سے کہا: آپ کون ہیں؟ فرمائیں: میں مریم بنت عمران ہوں' ہم آپ کی دایات ہیں اور قوابلِ مصطفیٰ ﷺ۔ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں نے اُن سے اُنس حاصل کی اور اشخاص کو دیکھنے لگی کہ اُن کی فوجیں اندر میرے پاس آ رہی ہیں اور اپنے گھر کو دیکھا تو کیا دیکھتی ہوں کہ وہ مجھ پر خلط ملط ہو گیا ہے مشتبہ آوازوں کے ساتھ اور مختلف زبانوں کے ساتھ جن میں غالب سریانی زبان تھی۔

حکمِ الٰہی سے زمین و آسمان میں خصوصی انتظامات

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا: پھر میں نے اُس گھڑی نظر ڈالی تو کیا دیکھتی ہوں کہ شہاب سیدھے بائیں اُڑ رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل امین کو مختلف احکام دیئے' فرمایا کہ

رضوان سے کہہ دو کہ وہ جنتوں کے دروازے کھول دے' مالک سے کہہ دو کہ دوزخ کے دروازے بند کر دے' یا جبرئیل! اتم حلۂ رضوان (رضوان کا سوٹ) پہن لو' یا جبرئیل! زمین کی طرف اُترو' ملائکہ صافین (صف باندھے ہوئے) ومقربین اور کروبین (ساداتِ ملائکہ) وحافین (عرش کو حلقہ کیے ہوئے فرشتوں) کے ساتھ۔ یا جبرئیل! آسمانوں اور زمین کے طول وعرض میں ندا کر دو کہ اب وقت آ گیا ہے اجتماع کا محبّ و محبوب اور طالب ومطلوب کے۔ جبرئیل امین علیہ السلام نے حکم رب بجالایا اور فرشتوں کو مکہ کے پہاڑوں پر ٹھیرا دیا اور اُن سب نے حرم کو گھیر لیا' اُن کے پکوٹھے اور بازو ایسے معلوم ہوتے تھے گویا کہ سفید ابر ہے کافوری' اس کے بعد پرندوں نے ترنم کے ساتھ گانا شروع کیا اور چٹیل میدان کے وحشی جانور جشن شوق میں تھے اور یہ سب کچھ ملک جلیل و جبار کے حکم سے ہو رہا تھا۔

حجابات کا اُٹھا لیا جانا' تین علم نصب کیے جانا

حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میری بینائی سے حجاب دُور فرما دیا' مجھے ملک شام سے بصریٰ کے محل دکھائی دینے لگے اور میں نے تین علم دیکھے جو نصب کر دیئے گئے ہیں: ایک علم مشرق میں نصب کیا گیا ہے اور ایک علم مغرب میں اور ایک علم کعبہ کی چھت پر۔

خاص پرندوں کا آنا' موتی مونگا نچھاور کرنا

سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے کہا: اس اثناء میں کہ میں اس طرح ہوں کیا دیکھتی ہوں کہ میں پرندوں کی ایک ٹکڑی کے پاس ہوں جن کی چونچیں لال ہیں' سرخ سونے کی طرح اور اُن کے پکوٹھے جوہر کی طرح روشن ہیں' انہوں نے میرے کمرے میں موتی مونگا نچھاور کیے اور پھر وہ پرندے میرے اطراف اللہ تعالیٰ کی تسبیح پڑھتے ہوئے ٹھیرے رہے اور مجھے ایک ایک گھڑی کے وقفہ وقفہ سے دردِ زہ ہو رہی تھی اور فرشتوں کی

فوجوں کی فوجیں مجھ پر نازل ہو رہی تھیں جن کے ہاتھوں میں سرخ سونے اور سفید چاندی کے عوددان تھے اور وہ عود وعنبر وبخور ڈال رہے تھے اور رسول مکرم اور حبیب معظم ﷺ پر بہ آوازِ بلند صلوٰۃ وسلام پڑھ رہے تھے۔

بوقت ولادت شربت کافوری پیش کیا جانا

حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اور چاند میرے سر پر خیمہ کی طرح پھیل گیا تھا اور تارے میرے سر پر ایسے صف آراء تھے جیسی خوبصورت قندیلیں۔ اچانک کیا دیکھتی ہوں کہ میرے سامنے ایک سفید کافوری شربت ہے جو دودھ سے زیادہ سفید اور شکر وشہد سے زیادہ شیریں اور برف سے زیادہ ٹھنڈا ہے' مجھے خوب پیاس لگی تھی' میں نے اُسے لے لیا اور پی گئی' اس سے زیادہ لذیذ کوئی چیز نہیں پائی اور اس سے مجھ پر ایک نورِ عظیم چمکا۔

پرندے کا پکوٹھے پھیرنا اور صلاۃ وسلام پڑھنا

آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں پھر میں نے نظر ڈالی تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سفید پرندہ ہے جو میرے پاس اندر میرے کمرے میں آیا ہے پھر وہ اپنے دونوں پکوٹھے (پر) میرے دل پر پھیر رہا اور صلاۃ وسلام پڑھ رہا ہے۔

صلوات بر تو آرم کہ فزودہ باد قربت
چہ بقرب گل بگردد ہمہ جزوہا مقرب

کمالِ حسن و جمال، نورِ مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ کے بارے میں چند اہم شہادتیں

میلاد شریف کا بیان یہاں ختم کرتے ہوئے نورِ محمدی ﷺ کی نعت شریف میں چند اہم شہادتیں پیش کی جاتی ہیں۔

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا......

وَاَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَقَطُّ عَيْنِىْ ...... وَاَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

آپ سے حسین تر کبھی میری آنکھ نے نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت عورتوں نے نہیں جنا۔

مزید فرماتے ہیں......

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ ...... كَاَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ﷺ ہر عیب سے بری اور منزہ پیدا ہوئے ہیں گویا کہ آپ ﷺ ویسے ہی پیدا کر دیئے گئے جیسے آپ ﷺ چاہتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں......

میں نے کوئی چیز رسول اللہ ﷺ سے زیادہ حسین نہیں دیکھی، گویا سورج حضور ﷺ کے چہرے میں پھرتا تھا۔

کعب بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا......

جب حضور ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ ایسا چمکتا تھا گویا وہ چاند کا ٹکڑا ہے۔

ایک دوسری حدیث میں آیا ہے کہ......

حضور ﷺ جب خوش ہوتے تو حضور ﷺ کا چہرہ آئینہ کی طرح چمکتا اور دیوار وغیرہ کا عکس حضور ﷺ کے چہرۂ انور پر پڑتا اور موجودات میں کوئی چیز عدم سے وجود میں نہیں آئی جس کے ساتھ چہرۂ انور ﷺ کی تشبیہ دی جائے۔

روایت ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ حضور ﷺ کا سایہ نہ تھا اور حضور ﷺ کبھی دھوپ میں کھڑے نہیں ہوئے مگر یہ کہ غالب ہوا حضور ﷺ کا نور آفتاب کے نور پر اور چراغ کے پاس کبھی نہیں کھڑے ہوئے مگر یہ کہ حضور ﷺ کی چمک دمک غالب ہو گئی چراغ کی روشنی پر اور حضور ﷺ کا سایہ کبھی زمین پر نہیں پڑا اور کبھی دھوپ میں یا چاندنی میں آپ ﷺ کا سایہ نہیں دیکھا گیا۔ اس لئے کہ حضور ﷺ سراپا نور تھے۔

(مواہب اللدنیہ و زرقانی)

تو جان پاکی سر بسر نے آب و خاک اے نازنیں
واللہ زجاں ہم پاکتر روحی فداک اے نازنیں
پاکاں ندیدہ روئے تو جاں دادہ اندر کوئے تو
اینک بگرد کوئے تو صد جان پاک اے نازنیں

ترجمہ:۔ آپ ﷺ کا وجود مبارک مکمل طور پر پاک ہے اے دیکھنے والے اللہ کی قسم! آپ ﷺ کی جان پر ہماری پاکتر روحیں بھی فدا ہیں۔

مقربوں (بلند مرتبہ عظیم شخصیات) کی شان کو دیکھ کر تمہیں (رونا) حسد نہیں کرنا چاہئے، تیرا نصیب گلی کوچہ کے درمیان ہی ہے۔ (یعنی تیرے قریب ہی ہے) بلکہ تو اپنی قسمت پر شاکر رہ۔ جو تمہارا نصیب ہے وہی تمہارے لئے پاکیزہ تر ہے اے دیکھنے والے۔

شیخ الاسلام کے قولِ فیصل پر خاتمۂ کتاب

اب مضمون کے خاتمہ پر یہاں سے کتاب کے اخیر صفحہ تک شیخ الاسلام حضرۃ العلامہ مولانا الحافظ انوار اللہ خان بہادر فضیلت جنگ رحمۃ اللہ علیہ کی تالیف "بُشْرَی الْکِرَامِ فِیْ عَمَلِ الْمَوْلِدِ وَالْقِیَامِ" سے چند اہم اقتباسات درج کر دینے کی سعادت حاصل کی جارہی ہے تاکہ قولِ فیصل سامنے آجائے جو مولانا کی تبحر علمی کا نتیجہ اور خدا داد ذہانت وتفقہ فی الدین کا ثمرہ ہے۔

"قَدَّسَ اللّٰهُ سِرَّهٗ وَنَوَّرَ ضَرِیْحَهٗ الْبَهْجَةُ السَّوِیَّةُ" کے حوالے سے حضرت شیخ الاسلام نے لکھا ہے کہ "جس رات آپ پیدا ہوئے ملائکہ آپ کو "خلیفۃ اللہ" کہتے تھے مولیٰ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں ملائکہ سے فرمایا تھا

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً" ﴿پ ۱ سورۃ بقرۃ آیت﴾

ترجمہ:- میں روئے زمین میں ایک خلیفہ مقرر کرنے والا ہوں۔

اس سے ظاہر ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کی خلافت صرف زمین سے متعلق تھی، لیکن فرشتے چونکہ آسمانوں میں دیکھتے تھے کہ حضور ﷺ کا نام مبارک حق تعالیٰ کے مقدس نام کے ساتھ ہر جگہ لکھا ہوا ہے اس لئے انہوں نے آپ کو عَلَی الْاِطْلَاق "خلیفۃ اللہ" کہہ دیا اور "فِی الْاَرْض" کی قید نہیں لگائی جو آدم علیہ السلام کی خلافت میں ملحوظ تھی، فرشتوں کی اس گواہی سے ثابت ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ "کُلِّ مَلَکُوْت" (عالم معنی یعنی عالم ارواح) میں خلیفۃ اللہ ہیں، اسی وجہ سے تمام آسمانوں کے ملائکہ اس خلیفۃ اللہ کے سلام کے لئے روزِ میلاد حاضر ہوئے جن کا نزولِ اجلال تمام عالم کے

حق میں رحمت تھا، جیسا کہ فرماتا ہے......

"وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ"

﴿پ ۱۷، سورۃ الانبیاء: ۱۰۷﴾

ترجمہ: اے محبوب ﷺ ہم نے آپ ﷺ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

جب آپ مجسم رحمت ہو کر اس عالم میں تشریف لائے تو کون ایسا شقی ہوگا کہ نزولِ رحمت سے خوش نہ ہو!

تمام عالم میں خوشی اور صرف ایک شیطان لعین کو غم وغصہ

روایت ہے کہ تمام عالم میں اس روز ہر طرف خوشی تھی مگر شیطان کو کمال درجہ کا غم تھا جس سے زار زار روتا تھا، حضرت جبرئیل علیہ السلام اس کی یہ حالت دیکھ کر رہ نہ سکے اور ایک ایسی ٹھوکر اس کو ماری کہ عدن میں جا پڑا۔

میلاد شریف کی مسرت کمالِ سعادت کی دلیل

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ابن جزری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ "مولود کی اصل خود آنحضرت ﷺ سے ماثور ہے، مولود کی فضیلت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ اس میں ارغام (تذلیل) شیطان ہے اور سرور اہل ایمان" علماء کی ان تصریحات سے ان کا مسنون ومستحب ہونا ثابت ہوتا ہے۔ غرض کہ جس طرح میلاد شریف کا غم شقاوت کی دلیل ہے اس کی مسرت کمالِ سعادت کی دلیل ہوگی۔

بدعت کا مفہوم

زرقانی نے "شرح مواہب الدنیہ" میں لکھا ہے کہ تاج فاکہانی نے مولود شریف

کو بدعت مذمومہ لکھا ہے' مگر امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے استدلال وتقریر کو حرفاً حرفاً رد کیا ہے۔ فَجَزَاہُ اللّٰہُ عَنَّا خَیْرَ الْجَزَاءِ!

مولود کا پڑھنا سنت صحابہ

حضرت شیخ الاسلام نے بڑی ذمہ داری کے ساتھ صاف وصریح الفاظ میں تردید اس کی فرمادی ہے کہ قرونِ ثلاثہ میں مولود شریف نہیں تھا' چنانچہ تحریر فرماتے ہیں: اب رہی یہ بات کہ مولود شریف قرونِ ثلاثہ میں نہیں تھا' یہ تسلیم نہیں اس لئے کہ جتنی روائتیں مولود شریف میں پڑھی جاتی ہیں وہ موضوع ''من گھڑت'' نہیں بلکہ کتب احادیث میں سب موجود' صحابہ سے منقول ہیں' جس سے ثابت ہے کہ جتنی روائتیں مولود کی کتابوں میں پڑھی جاتی ہیں وہ سب صحابہ کے زمانہ میں پڑھی جاتی تھیں' البتہ نئی بات یہ ہے کہ میلاد شریف سے متعلق حدیثیں ایک جگہ جمع کر دی گئیں مگر یہ بھی قابل اعتراض نہیں' اس لئے کہ محدثین نے بھی آخر ہر قسم کی حدیثوں کو علیحدہ علیحدہ کر دیا ہے' جو صحابہ نے نہیں کیا تھا' پھر صحابہ کا دستور تھا کہ جب کوئی واقعہ پیش نظر ہوتا تو اس سے متعلق جتنی حدیثیں یاد ہوتیں پڑھ دیتے' اس میلاد مبارک کا واقعہ پیش نظر ہونے سے وہ سب روائتیں پڑھی جاتی ہیں' اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولود شریف کا پڑھنا صحابہ کی سنت ہے۔

محفل میلاد کی ایک بڑی مصلحت

محفل میلاد کے سلسلہ میں جو دینی اور دُنیوی مصلحتیں دُور اندیش علماء کے پیش نظر تھیں اور شوکت اسلام کا خیال ان پر حضرت شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے ایک محققانہ تبصرہ کیا ہے جو قابل دید ہے' فرماتے ہیں: اب اگر محل اعتراض ہے تو یہی ہے کہ میلاد شریف کی محفل قرونِ ثلاثہ میں اس ہیئت پر نہ تھی' سو اس کا جواب یہ ہے کہ اس محفل

مبارک سے ایک بڑی مصلحت متعلق ہے' وہ یہ ہے کہ یہود ونصاریٰ اور دوسری اقوام اپنے اپنے نبیوں کی پیدائش کے روز خوشیاں منا کر اپنی محبت کا ثبوت دیتے ہیں۔

دُور اندیش علماء نے محبت نبی کا جوش پیدا کرنے کی تدبیر نکالی اور ''محفل میلاد'' ''مجالس وعظ'' منعقد کرنے کی بنیاد ڈالی

دُور اندیش علماء نے یہ خیال کیا کہ بعد زمانہ نبوی ﷺ سے مسلمانوں کی طبیعتوں میں بے باکی پیدا ہوگئی ہے' یہاں تک کہ نماز روزہ میں بھی لوگ تصور کرنے لگے' جس سے دُوسری اقوام میں یہ خیال پیدا ہونے لگا کہ اب مسلمانی برائے نام رہ گئی ہے اور وہ رعب داب جو جانباز مسلمانوں کا اُن کے دل میں تھا کہ یہ لوگ اپنے نبی کے حکم پر جان دینے کو مستعد ہیں' جانے لگا' اگر یہی خیال ان کا ترقی پذیر ہوا اور مسلمانوں میں کوئی جوشِ اسلامی باقی نہ رہا تو چندروز میں بالکل بے وقعتی کی نگاہوں سے وہ دیکھے جائیں گے اور معرضِ تلف میں ہو جائیں گے' اس لئے یہ تدبیر نکالی کہ اپنے نبی ﷺ کی محبت کا جوش ان کے دلوں میں پیدا کر دیا جائے' چنانچہ مجالس وعظ میں عموماً ایسے مضامین بیان کرنے لگے جو باعث ازدیادِ محبت (محبت میں زیادتی) ہوں مثلاً شفاعت کا مسئلہ اور صحابہ اور اولیاء اللہ کے فضائل اور حکایات اور معجزات' اور فضائل نبی ﷺ زیادہ بیان کرنے لگے جن کے سننے سے اپنے نبی کی عظمت ذہن نشین اور باعث ترقی محبت ہو' پھر محفل میلاد کی بنیاد ڈالی جس سے موافقین اور مخالفین کا امتیاز ہو جائے کیونکہ مخالفین کو حضرت کی پیدائش کی خوشی ہرگز نہیں ہو سکتی' بلکہ اس کا سخت صدمہ اُن کے دلوں پر ہوتا ہے' جس طرح خاص میلاد کے روز شیطان پر ہوا تھا' غرض کہ اس کا یہ اثر ہوا کہ ہر فقیر وامیر بقدر حیثیت اس محفل مبارک میں روپیہ صرف کر کے اس کا عملی ثبوت دیتا ہے کہ ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے سچے دُعا گو اور آپ کے وجود باجود سے

خوش ہونے والوں میں ہیں؛ جس سے مخالفین پر یہ ثابت ہو گیا کہ مسلمان اس بگڑی حالت میں بھی اپنے نبی کے شیفتہ اور دلدادہ ہیں۔ نبض شناسانِ زمانہ خوب جانتے ہیں کہ یہ جوش محبت اسلامی کوئی معمولی بات نہیں بلکہ یہی جوش مخالفوں سے ان کو ممتاز اور علیحدہ کرنے والا ہے۔ اگر یہ جوشِ محبت بھی جاتا رہے تو اکثر مسلمانوں کی حالت گواہی دے گی کہ ان کو نہ احکامِ دینیہ سے تعلق ہے نہ اپنے نبی سے محبت' اور ظاہر ہے کہ اس بے تعلقی کا کیسا برا اثر مسلمانوں پر پڑے گا۔ غرض قطع نظر فضیلت اور استحباب کے مولود شریف میں ایک ایسی مصلحت ملحوظ رکھی گئی جو دین و دُنیا میں محمود و مطلوب ہے۔

نبی کی محبت اور دُنیاوی مصلحت دونوں کا لحاظ

اعمال کا دارومدار نیت پر اور حسن ظن کی اہمیت

دین میں اس وجہ سے کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ جب تک آدمی کو نبی کریم ﷺ کی محبت اپنے ماں باپ اور اولاد اور مال سے بلکہ اپنی جان کی محبت سے زیادہ نہ ہو اُس کا ایمان قابل شمار نہیں۔ اور دُنیاوی مصلحت وہ جو مذکور ہوئی جس کو اسرار شناسانِ اسلام جانتے ہیں کہ موجد نے اسے کیوں ایجاد کیا! مصلحت وقت کا لحاظ رکھنے کی تعلیم نبی کریم ﷺ نے نہیں دی ہے؟ کیوں نہیں؟ صدہا احادیث اس پر شاہد ہیں' اسی کو دیکھ لیجئے کہ قبل ہجرت کس قسم کے احکام اور حالات تھے اور بعد ہجرت قوت اسلام کے زمانہ میں کس درجہ پر پہنچے۔ اہل حدیث یہ بھی جانتے ہیں کہ آخری زمانہ کے مسلمانوں کے لئے نبی کریم ﷺ نے کس قسم کی سہولتیں فرمائی ہیں' یہاں تک تو فرما دیا کہ دسویں حصہ پر بھی اگر وہ لوگ عمل کر لیں تو صحابہ کرام کے برابر اُن کو ثواب ہو گا۔ اب انصاف کیا جائے کہ مصالح دینیہ و دُنیویہ پر لحاظ رکھ کر محفل میلاد شریف کی جائے

تو کیا وہ باعث دخولِ دوزخ ہو گی؟ اور وہ ارشادِ نبوی کہ اعمال کے حسن و قبح کا دارومدار نیت پر ہے اور خدائے تعالیٰ عمل کو نہیں دیکھتا ہے' نیتوں کو دیکھتا ہے وغیرہ احادیث معاذ اللہ بیکار ہو جائیں گی؟ ہرگز نہیں۔ غرض کہ اس قابل تحسین نیت کے بعد ہمارا حسن ظن تو یہ ہے کہ یہ عمل باعث خوشنودئ خدا و رسول ہے' اور یقین ہے کہ بمصداق "اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ" "میں اپنے بندہ کے گمان کے پاس ہوں جو وہ میرے ساتھ رکھے" یہ ہمارا حسن ظن بیکار نہ جائے گا۔

ہم اس کو مانتے ہیں کہ بعض علماء نے صرف حدیث "کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ" (مشکوٰۃ باب الاعتصام پہلی فصل) کو پیش نظر رکھ کر اس مجلس متبرکہ میں کلام کیا ہے۔

متاخرین علماء کی مصلحت بینی اور شرعی نگاہ

قرونِ ثلاثہ میں اس کی ضرورت نہ تھی

مگر آپ نے دیکھ لیا کہ جو نکتہ رس' دقیقہ شناس علماء تھے مثل حافظ شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی اور امام سیوطی وغیرہ رحمہم اللہ انہوں نے اس کا جواز و استحباب ثابت کر دیا۔ غور کیجئے کہ وہ بھی آخر مقتدر اور متبحر علماء مانے جاتے ہیں جن کے اقوال استدلال میں پیش کئے جاتے ہیں' ان کو گمراہ و مخالف اسلام قرار دینا کیونکر جائز ہو گا؟ ایسے موقع میں تو ان کا احسان ماننا پڑے گا کہ انہوں نے علاوہ اور مصالح کے شرعی طور پر بھی اس کا استحباب ثابت کر دیا۔ فرمایا کہ ضرورت اس محفل مبارک کی ایجاد اور ابتداء میں علمائے متاخرین کے پیش نظر تھی' اس کا وجود قرونِ ثلاثہ میں نہ تھا اس لئے کہ اُس زمانہ کے کل اہل اسلام وقتاً فوقتاً ہر ایک امر میں نبی ﷺ کی محبت کا عملی ثبوت دیتے تھے' جس کا اثر یہ ہوا کہ اسلام شرقاً و غرباً اُن کی جاں بازیوں سے پھیلا' اُن کو ضرورت نہ تھی کہ سال میں ایک بار اپنی محبت کا اظہار کریں' بخلاف اس زمانہ کے کہ کل اہل اسلام سال میں ایک

بار بھی اگر اپنی سچی محبت اپنے نبی کریم ﷺ کی میلاد مبارک میں ظاہر کریں تو غنیمت ہے۔

سونے چاندی کی قندیلیں لٹکانا'

دیباج کا لباس کعبہ کو پہنانا

منبر پر غلاف چڑھانا

اس سے مستفاد ہے کہ شوکت اسلام کے لئے اگر کوئی ایسا کام کیا جائے جو ضرورت سے زیادہ ہو تو اس کی اجازت ہے' چنانچہ شیخ الاسلام رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری (شرح صحیح بخاری) میں لکھا ہے کہ سونا چاندی کی قندیلیں کعبہ شریفہ اور مسجد نبوی میں لٹکانے کو تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ نے جائز لکھا ہے۔ دیکھئے اس میں بھی صرف شوکت اسلام ملحوظ ہے ورنہ ضرورت تو معمولی چراغوں سے بھی رفع ہو سکتی تھی' اسی طرح ''فتح الباری'' میں یہ بھی لکھا ہے کہ کعبہ شریفہ کو جو دیباج کی کسوت پہنائی جاتی ہے اس کے جواز پر اجماع ہو گیا ہے' اور لکھا ہے کہ قاضی زین الدین عبدالباسط نے بحسب حکم شاہی ایک ایسی بہتر کسوت خانہ کعبہ کے لئے تیار کی کہ اس کی عمدگی بیان کرنے سے زبان قاصر ہے...... دیکھئے اس میں بھی وہی شوکت اسلام ملحوظ ہے' ورنہ اول تو گھر کو کسوت پہنانا کوئی ضروری بات نہیں' اور اگر کسی قسم کی ضرورت ہے بھی تو بیش قیمت دیباج کی ضرورت نہیں' جس کے جواز پر اجماع ہو گیا ہے۔ اور کسوت خانہ کعبہ تو حضرت اقدس ﷺ کے زمانہ میں موجود تھی۔ ''خلاصۃ الوفاء باخبار دار المصطفیٰ'' میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی کی تعمیر از سر نو نہایت تکلف سے کی' چنانچہ دیواروں کے پتھروں میں نقش و نگار کیا گیا اور ستون کے پتھر بھی منقش تھے' سقف ساج

کا بنوایا گیا جو اس زمانہ کی بیش قیمت لکڑی تھی' اور منبر شریف پر غلاف پہلے آپ ہی نے اوڑھایا۔ دیکھئے یہ سب اُمور اسلام سے متعلق ہیں' ورنہ یہی مسجد مقدس آنحضرت ﷺ کے زمانے سے اس وقت تک نہایت سادی اور تکلف سے عاری تھی' نہ نقش و نگار تھا' نہ منبر پر غلاف اوڑھایا جاتا تھا۔

میلاد میں جو جو کام ہوتے ہیں

اُن کا شرعی جواز

اب یہ دیکھا جائے کہ مولود شریف میں کیا کام ہوتے ہیں اور وہ شرعاً جائز ہیں یا نہیں بڑے کام یہ ہیں:......

اظہار سرور...... تعین وقت...... قصائد نعتیہ کا پڑھنا
تقسیم شیرینی...... اور بخور جلانا وغیرہ۔

اظہار سرور

اظہار سرور کا حال سنئے کہ باوجودیکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے: "اِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الْفَرِحِیْنَ" یعنی فرحت والوں کو (اور اترانے والوں کو) حق تعالیٰ دوست نہیں رکھتا (پ۲۰ سورۂ قصص، آیت ۷۶) مگر فضل الٰہی اور رحمت الٰہی پر فرحت کرنے کا حکم ہے جیسا کہ قرآن شریف میں ہے:......

"قُلْ بِفَضْلِ اللّٰہِ وَبِرَحْمَتِہٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا" ﴿پ۱۱ سورۂ یونس آیت ۵۸﴾

ترجمہ:- یعنی لوگوں سے کہہ دو کہ صرف اللہ کے فضل اور رحمت کی خوشی کیا کریں

مطلب ان آیتوں کا یہ ہوا کہ اگر کوئی خوشی کرے تو صرف اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کی خوشی کرے۔ اب غور کیجئے کہ آنحضرت ﷺ کے قدوم میمنت لزوم سے اس عالم کو عزت بخشی، یہ کتنا بڑا فضل اور رحمت الٰہی ہے کہ: آنحضرت ﷺ کا نام "فضل اللہ" بھی ہے، جس پر ابن دحیہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے......

"وَلَوْلَا فَضْلُ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَتُہٗ لَاتَّبَعْتُمُ الشَّیْطٰنَ اِلَّا قَلِیْلًا"

﴿سورۂ نساء، آیت ۸۳﴾

ترجمہ:- یعنی اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی تو تم شیطان کی پیروی کرتے

اس سے ظاہر ہے کہ "فضل اللہ" "محمد ﷺ" ہیں اور "رحمۃ اللہ علیہ" بھی... انتھی۔

تعین وقت

میلاد شریف میں دوسرا کام تعین وقت کا ہے، اس کا حال ابھی معلوم ہوا کہ آنحضرت ﷺ نے صوم عاشورہ خود بھی رکھا اور اس کے فضائل بیان فرمائے۔ اور اس روایت سے بھی ظاہر ہے جو "بخاری شریف" کی کتاب الایمان میں ہے کہ کسی یہودی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ کی کتاب یعنی قرآن شریف میں ایک آیت ہے کہ اگر وہ ہماری کتاب میں ہوتی تو ہم لوگ اس کے نزول کے دن کو عید مناتے، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کونسی آیت ہے؟ کہا:......

"اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" ﴿پ۶ سورۂ مائدہ آیت ۳﴾

ترجمہ:- آج کے روز میں نے تمہارے دین کو کامل کیا اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کیا اور تمہارے دین اسلام سے راضی ہوا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ وہ آیت کس مقام پر اور کس روز نازل ہوئی، حضرت رسول اکرم ﷺ عرفات پر کھڑے تھے یعنی حج کے روز اور جمعہ کا دن تھا، شرح بخاری شریف میں شیخ الاسلام عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہاں یہ شبہ ہوتا ہے کہ یہودی کا سوال تو یہ تھا کہ اس آیت کی جلالت شان مقتضی ہے کہ اس

کے نزول کا روز عید بنایا جاتا اور جواب میں مقام اور وقت نزول بیان کیا گیا جس کو سوال سے کوئی تعلق نہیں حالانکہ جواب میں سوال کی مطابقت چاہئے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اشارۃً جواب دیا کہ دونوں ہمارے یہاں روز عید ہیں' اور ترمذی وطبرانی کی روایتوں میں یہ تصریح موجود ہے کہ بحمد اللہ ہمارے یہاں وہ دونوں روز عید ہیں۔ حاصل یہ کہ یہودی کا مقصد تھا کہ اس نعمت عظمیٰ کا دن اس قابل تھا کہ عید قرار دیا جاتا جس میں ہمیشہ خوشی ہوا کرتی ہے' اسلئے کہ عید "عود" سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی مکرر ہونے کے ہیں' چونکہ روز عید مکرر ہوا کرتا ہے اس لئے اس کا نام عید رکھا گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو تسلیم کرلیا چنانچہ اس کے جواب میں کہا کہ ہمارے یہاں اس نعمت کی دوہری عید منجانب اللہ مقرر ہے' ورنہ صاف کہہ دیتے کہ یہ تم لوگوں کی حماقت ہے کہ ایک گزشتہ واقعہ پر ہر سال خوشیاں منایا کرتے ہو۔ اب غور کیجئے کہ جب یہ مسلم ہے کہ کسی نعمت عظمیٰ کے حصول کا دن اس قابل ہے کہ ہمیشہ اس میں خوشی اور عید کی جائے تو بتایئے کہ مسلمانوں کے نزدیک حضرت اقدس ﷺ کی تشریف آوری اور نزولِ اجلال سے بڑھ کر کونسی نعمت ہوسکتی ہے۔ پھر اس روز خوشی نہ کی جائے تو کونسا دن آئے گا جس میں ایمانی طریقہ سے خوشی کی جائے گی۔ اگر اس آیت شریفہ کے نزول کے روز دوہری عید ہے تو نزولِ اجلال سید المرسلین ﷺ کے روز یعنی میلاد مبارک کے روز اس سے دوچند زیادہ خوشی اور عید ہونی چاہیے۔

نعتیہ قصائد کا پڑھنا

تیسرا کام قصائد کا پڑھنا ہے۔ اہل حدیث جانتے ہیں کہ قصیدۂ بانت سعاد جو نعت میں ہے آنحضرت ﷺ کے روبرو پڑھا گیا' اور حضرت نے اس کے صلہ میں چادر مبارک عطا فرمائی' اور حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے لئے منبر رکھا جاتا تھا جس پر وہ

نعتیہ اشعار پڑھتے تھے۔

تقسیم شیرینی

چوتھا کام شیرینی کی تقسیم کا ہے۔ وہ اطعام طعام میں داخل ہے' جس کی تعریف قرآن شریف میں مصرح ہے:......

"كَمَا قَالَ اللهُ تَعَالٰى: وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا" ﴿پ۲۹' سورۂ دھر: ۸﴾

ترجمہ:- اور کھانا کھلاتے ہیں اس کی محبت پر مسکین ویتیم اور اسیر کو۔

اس آیت کا شانِ نزول یہ بتلایا گیا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اور حضرت فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا اور اُن کی کنیز فضہ کے حق میں یہ آیت شریفہ نازل ہوئی' یہ تمام حضرات نے روزے رکھے' حضرت علی رضی اللہ عنہ ایک یہودی سے تین صاع جو لائے' حضرت خاتون جنت رضی اللہ عنہا نے ایک ایک صاع تینوں دن پکایا لیکن جب افطار کا وقت آیا اور روٹیاں سامنے رکھیں تو ایک روز مسکین' ایک روز یتیم اور ایک روز اسیر آیا' یہ سب روٹیاں ان لوگوں کو دے دی گئیں اور صرف پانی سے افطار کرکے اگلا روزہ رکھا گیا۔ اس کے سوا بہت سی آیات واحادیث اطعام طعام کی فضیلت میں وارد ہیں جو محتاج بیان نہیں۔

بخور جلانا

پانچواں کام بخور جلانا ہے۔ خلاصۃ الوفاء میں ابن ماجہ کی روایت مذکور ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مسجدوں کو جمعہ کے روز بخور دیا کرو' اور لکھا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بخوردان آیا اُس کو آپ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے حوالہ کیا کہ اس میں بخور جلا کر ہر جمعہ اور رمضان میں مسجد نبوی کو بخور دیا کریں۔ اور ایک شخص اسی کام پر مامور تھا کہ جمعہ کے دن بخور جلا کر ہر شخص کے پاس لے جائے اور سب کو معطر کرے

۔غرض کہ اماکن (متبرک مقامات) اور اوقاتِ متبرکہ میں بخور کی خوشبو سے اہلِ جلسہ کو معطر کرنا مسنون ہے۔ اِنْتَهٰی مَا فِیْ "بُشْرَی الْکِرَام" شیخ الاسلام مولانا الحافظ انوار اللہ خان علیہ الرحمۃ والرضوان۔

اب میں مرزا غالب کے اس شعر پر اپنے مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

غالب ثنائے خواجہ بیزداں گزاشتیم
کاں ذات پاک مرتبہ دانِ محمد ﷺ است

یوں تو بزمانہ ملازمت دائرۃ المعارف میں مختلف فنون کی بیسیوں ضخیم کتابیں میری تصحیح و ایڈٹ سے شائع ہو چکی ہیں مگر اُردو داں احباب کے لئے جو عربی سے کما حقہٗ واقف نہیں "عید میلادُ النبی ﷺ" کے سلسلہ میں یہ تحقیقی مقالہ مرتب و پیش کیا گیا ہے کہ اختلاف دور ہو اور اہلِ سنت والجماعۃ کے مسلک پر سب متفق ہو جائیں اور نجات پائیں، خصوصاً حضور پرنور ﷺ کی ذاتِ اقدس پر ایمان کے تعلق سے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است (اقبال)

خادم العلم والعلماء

سید محمد حبیب اللہ قادری (رشید پادشاہ)

امیر جامعہ نظامیہ، موظف صدر مصحح دائرۃ المعارف

و معتمد صدر مجلس علمائے دکن۔ شاہ گنج، حیدر آباد

۲۷ رمضان ۱۳۱۳ھ

"بشائر الخیرات"

پر ایک بصیرت افروز تبصرہ

مُبَسْمِلاً مُحَمِّدلاً، مُصَلِّیاً مُسَلِّماً

اما بعد!

آخرت کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت دیدارِ الٰہی کی ہے اور دُنیا کی نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت حضور سید عالم ﷺ کے ساتھ نسبتِ غلامی کی ہے کہ آپ ﷺ کے حلقہ بگوش بنا دیئے جانے سے بڑھ کر ہمارے لئے کوئی بڑائی نہیں۔ آپ ﷺ کے جو عظیم احسانات ہم پر ہیں اُن کی جزاء آپ ﷺ کو ہم تو دے نہیں سکتے اور نہ ہی آپ ﷺ کے حقوق ہم سے ادا ہو سکتے ہیں ہاں! اگر خود مولیٰ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ ﷺ کو جزاء دیدے تو وہ اور بات ہے اور اسی کی اس سے التجاء و دُعا ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ صَلٰوةً
دَائِمَةً مَّقْبُوْلَةً تُؤَدِّیْ بِهَا عَنَّا حَقَّهُ الْعَظِیْمَ

(یا اللہ! تو محمد ﷺ اور آپ کی آل پر ایسی رحمت کاملہ نازل فرما جو مقبول اور ہمیشہ رہنے والی ہو، تو اس کے ذریعے ہماری طرف سے آپ کا عظیم حق ادا کر دے)

یہی وہ درود شریف ہے جو تالیف "دلائل الخیرات" کا سبب بنا اور اسے "صلاۃ البر" بھی کہتے ہیں۔

ہر شخص محتاج اور درود شریف حاجت روائی کا وسیلہ ہے۔

حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ "مثنوی شریف" میں فرماتے ہیں:

چونکہ ذاتش بود محتاج الیہ
زیں سبب فرمود حق صلوا علیہ

اس طرح قضاء حاجات دینی و دنیوی دونوں کے لئے سرورِ کائنات کی ذات اقدس ﷺ محتاج الیہ ٹھہری، آپ پر صلاۃ بھیجنے کا حکم دیتے ہوئے "صَلُّوْا عَلَیْہِ" مولیٰ تعالیٰ نے فرما دیا ہے۔ فی الحقیقۃ ساری کائنات تمام اُمور میں بلکہ خود اپنے وجود میں حضور ﷺ کی محتاج ہے، جیسا کہ "دلائل الخیرات" کے ایک دُرُود میں وارد ہے:

"انسان عین الوجود والسبب فی کل وجود"

تو اصل وجود آمدی از نخست
دگر ہرچہ موجود شد فرع تست

خلقت میں اوّلیت حضور ﷺ کے نور کو حاصل ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کا فرمان پاک ہے۔

"اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ"

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے میرے نور کو تخلیق فرمایا۔

علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے شعر میں صرف دینی اُمور کا تذکرہ ہے اور اُن بے دینوں کی تردید جو اس وسیلۂ عظمیٰ کے بغیر حق رسی کی اُمید رکھتے ہیں فرمایا:

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

ترجمہ:- جو مصطفیٰ ﷺ کے ساتھ ہیں یعنی آپ ﷺ سے محبت کرتے ہیں دین اُن کا ہے، اگر آپ ﷺ کے ساتھ محبت نہیں کرتے تو وہ ابولہب جیسے ہیں۔

مگر حقیقت حال یہ ہے کہ دین ہو کہ دُنیا، کوئی بھی چیز اس آستانہ تک رسائی کے بغیر دستیاب نہیں ہو سکتی جیسا کہ مولانائے روم کے شعر میں لفظ "محتاج الیہ" کا عموم اس پر دال ہے۔

خاک سر کوئے تو ایں طرفہ اثر دارد
ہم صندل درد سر ہم سرمۂ بینائی

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

حضور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجنے کا فائدہ خود اسی کی طرف پلٹتا ہے جو آپ ﷺ پر درود بھیجتا ہے، کیونکہ اس سے عقیدے کی وضاحت، نیت کا خلوص، محبت کا اظہار اور واسطۂ کریمہ ﷺ کی طاعت و احترام کا ثبوت ملتا ہے۔ ﴿فتح الباری شرح صحیح البخاری﴾

علامہ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنے کا مقصد حکم الٰہی بجالانا اور "تقرب الی اللہ" ہے، و نیز حضور ﷺ کا جو حق ہم پر ہے اُسے ادا کرنا ہے۔

عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ پر ہمارا صلاۃ بھیجنا ہماری طرف سے آپ کے واسطے کوئی شفاعت و سفارش نہیں، کیونکہ ہم جیسے، آپ ﷺ جیسے کے لئے سفارش نہیں کر سکتے، مگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں مامور فرمایا ہے کہ اپنے محسن کا بدلہ چکائیں اور ہم یہاں اس سے عاجز ہیں اس لئے مکافات احسان کے سلسلے میں حضور سرورِ کائنات ﷺ کے واسطے صرف دُعاء کیا کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کو اس کا علم تھا کہ ہمارے نبی ﷺ کی مکافات احسان سے ہم جب عاجز ہیں تو اپنے ارشاد سے آپ پر دُرود بھیجنے کی اُس نے رہنمائی فرما دی۔ اس ہدایت پر عمل کر کے درود شریف پڑھنے کی سب سے بڑی خوش قسمتی یہ ہے کہ درود شریف پڑھنے والے کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ موافقت کی توفیق مل جاتی ہے اور وہ ملائکہ مقربین کے زمرہ میں داخل ہو جاتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ" ﴿پ ۲۲، سورۃ الاحزاب:۵۶﴾

درود شریف پڑھنے کی غرض و غایت اس قدر سمجھ میں آ جانے کے بعد اب اس کا حکم شرعی معلوم کیجئے، اس کے بعد وحی کی روشنی میں فضائل درود کا اختصار بصیرت افروز ہو جائے گا۔ اس تمہید و تذکرہ کے بعد تبصرہ ہو گا حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے الہامی دُرُود کے مجموعے کی ضرورت و افادیت اور طباعت پر۔

شعبان ۲ ہجری میں اس کا حکم دیا گیا۔

آیت کریمہ ''صَلُّوا'' کا صیغہ امر و حکم کا ہے۔ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ یہ امر وجوب کے لئے ہے یا ندب و استحباب کے لئے۔ پھر یہ صلاۃ (دُرود) فرضِ عین ہے یا فرضِ کفایہ اور جب کبھی حضور ﷺ کا نام نامی لیا جائے تو بار بار دُرود پڑھا جائے یا ایک بار پڑھ لینا کافی ہے۔

''دُرِّ مختار'' میں ہے کہ عمر بھر میں ایک بار دُرود پڑھنا فرض ہے۔

''ترمذی شریف'' کی حدیث ہے' حضور ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ

''کامل بخیل وہ شخص ہے جس کے پاس میرا ذکر آئے اور وہ مجھ پر صلاۃ نہ بھیجے''

اور اسی لئے حکم شرعی یہ ہے کہ جب کبھی حضور ﷺ کا نام نامی لیا جائے ذاکر و سامع دونوں پر درود پڑھنا واجب ہے' اگرچہ مجلس ایک ہو اور یہی اصح یعنی صحیح تر قول ہے۔ بعض فقہاء وجوب کفایہ کے قائل ہیں کہ مجلس میں اگر آپ ﷺ کا ذکر شریف آئے تو حاضرین مجلس میں سے بعض اگر درود پڑھ لیں تو سب کے ذمے سے اس کا وجوب ساقط ہو جائے گا۔ قاعدۂ اخیرہ کے اندر دُرود پڑھنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس فرض ہے اور جمہور علماء کے پاس سنت اور یہی احناف کا مسلک ہے۔

''دُرِّ مختار'' میں ہے کہ اوقاتِ امکان میں یعنی جہاں کوئی مانع نہ ہو درود پڑھنا مستحب ہے۔

''شرح الفاسی علی دلائل الخیرات'' کے حوالے سے علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ''ردالمحتار'' میں لکھا ہے ''علماء نے صراحت کی ہے کہ چند مواقع ایسے ہیں جن میں درود پڑھنا مستحب ہے:

بروز جمعہ اور شب جمعہ (ہفتہ' اتوار اور پنجشنبہ کا اضافہ بھی بعض نے کیا ہے) صبح و شام' مسجد میں داخل ہوتے اور باہر نکلتے وقت' زیارت قبر النبی ﷺ کے وقت' صفاء و مروہ کے پاس' خطبۂ جمعہ وغیرہ میں' دُعاء قنوت کے بعد' تلبیہ سے فارغ ہونے کے وقت' اجتماع اور

افتراق کے وقت یعنی جب دو مسلمان ایک دوسرے سے ملیں یا علیحدہ ہوں' وضوء کے وقت' طنین اذن یعنی کان میں سیٹی کی سی آواز آتے وقت' کوئی چیز بھول جانے کے وقت' وعظ کے وقت' نشر علوم کے وقت' حدیث پڑھنا شروع کرتے اور اخیر وقت' سوال اور فتویٰ لکھتے وقت' ہر مصنف کے لئے' پڑھنے والے کے لئے' پڑھانے والے کے لئے' خطبہ دینے والے کے لئے' منگنی کرنے والے کے لئے' شادی کرنے والے کے لئے' رسائل میں اور تمام اہم اُمور کے سامنے' حضور ﷺ کے اسم سامی کا ذکر کرے یا سنے یا لکھے تو دُرود پڑھنا چاہئے (ان لوگوں کے پاس جو اس کے وجوب کے قائل نہیں' مگر یہ بھی مستحب ہونے کے قائل ضرور ہیں۔ امام کرخی رحمۃ اللہ علیہ اس کے قائل ہیں' مگر امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وجوب کے قائل ہیں اور اصح قول انہی کا ہے جیسا کہ اوپر گزرا)۔

بعض مواقع ایسے بھی ہیں جن میں درود پڑھنا مکروہ ہے۔

مقتضائے نبوت یہ معلوم ہوتا ہے کہ درود شریف کثرت سے پڑھا جائے' کیونکہ یہ محبت کی دلیل ہے۔ ''مَنْ اَحَبَّ شَیْئاً اَکْثَرَ مِنْ ذِکْرِہٖ''۔ (جو کسی سے محبت کرتا ہے اُس کا نام کثرت سے لیتا ہے)۔

عارف کھڑی میاں محمد بخش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جو کے دا عاشق ہوندا اوسے دی گل کردا
سو سو مکر بہانے کر کے اُس دے مرنے مردا

امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ ''انہوں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ' میں آپ پر کثرت سے صلاۃ بھیجتا ہوں' اپنی صلاۃ یعنی دُعاء میں سے جو اپنی ذات کے لئے ہو آپ ﷺ کے لئے کتنا حصہ مقرر کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جو چاہو۔ میں نے کہا: چوتھا حصہ؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جو چاہو اور اگر اس میں اضافہ کرو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: آدھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم جو چاہو اور اگر اضافہ کرو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: دو تہائی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تم

جو چاہو اور اگر اضافہ کرو تو وہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا: میں آپ ﷺ کے لئے اپنی پوری صلاۃ و دُعاء مقرر کر دوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ایسی صورت میں تمہاری کفایت کی جائے گی' تمہارے ارادے میں' اور تمہارے گناہ مٹا دیئے جائیں گے۔

اس حدیث سے ظاہر ہے کہ اگر اپنے لئے کچھ دُعا نہ بھی کرے اور پورا وقت حضور نبی کریم ﷺ پر صلاۃ بھیجنے میں گزار دے تو کفایت کی جاتی ہے اور بے مانگے مقصد پورے ہوتے ہیں اور گناہ نہ صرف معاف ہو جاتے ہیں بلکہ نامۂ اعمال سے مٹا دیئے جاتے ہیں۔

ذکرِ الٰہی کے تعلق سے بھی حدیث قدسی میں ایسا ہی وارد ہے' فرمایا: ''مَنْ شَغَلَهُ ذِكْرِىْ عَنْ مَسْئَلَتِىْ أَعْطَيْتُهُ أَفْضَلَ مَا أُعْطِىَ السَّائِلِيْنَ'' (جس کسی کو میرا ذکر مجھ سے مانگنے اور دُعاء کرنے سے روک دے تو میں اُس کو اس سے بہتر دوں گا جو مانگنے والے کو دیتا ہوں)۔

صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ملتی ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو کوئی مجھ پر ایک بار صلاۃ بھیجے اللہ تعالیٰ اُس پر دس صلاۃ بھیجتا ہے''۔

مسند امام احمد بن حنبل میں عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کی یہ روایت مروی ہے کہ ''جو کوئی نبی ﷺ پر ایک بار صلاۃ بھیجے تو اس پر اللہ اور اس کے فرشتے ستر (۷۰) بار صلاۃ بھیجتے ہیں''

ہو سکتا ہے کہ یہ غیر معمولی اضافہ جمعہ کے دن کے ساتھ خاص ہو' کیونکہ روایت میں آیا ہے کہ جمعہ کے دن کے اعمال (۷۰) گنا ہو جاتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ حج اکبر (جو جمعہ کے دن ہوتا ہے) ستر حج کے برابر ہوتا ہے۔

''دُرِ مختار'' میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بحوالۂ اصبہانی وغیرہ نقل کی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو کوئی مجھ پر ایک بار صلاۃ بھیجے اور وہ اس سے قبول ہو جائے تو اللہ تعالیٰ اس کے اسی سال کے گناہ مٹا دیتا ہے یعنی کراماً کاتبین کی تحریر نامۂ اعمال سے محو کر دی جاتی ہے۔ ''وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا''

''بشائر الخیرات'' کاش پہلے مجھے مل جاتی کہ میں اسے پہلے سے اپنے اوراد میں شامل کر لیتا' میں جہاں تک سمجھتا ہوں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے الہامی درود کا یہ مجموعہ ہندو پاکستان میں پہلے موجود نہ تھا ورنہ کم از کم سلسلہ قادریہ کے وابستگان کے اوراد و وظائف میں ضرور اسے شامل کر لیا جاتا' اللہ تعالیٰ ابوالفضل صاحب کو دین کی خدمت کے لئے دیر پا سلامت باکرامت رکھے ا کبر سنی اور طویل علالت کے باوجود ''بشائر الخیرات'' کی طباعت کے سلسلے میں بڑی دلچسپی لی' اس کا مقدمہ بھی تحریر فرمایا جو بڑا جامع ہے' مجھ سے بھی فرمائش کی کہ اس پر تبصرہ لکھوں' اپنی خرابی صحت اور گوناگوں مصروفیات کے باوصف تعمیل حکم میں سر تسلیم خم کر دینا پڑا' خصوصاً جبکہ اس خدمت میں خود کتاب کے نام سے خیر کی بشارت مل رہی ہے۔ محترم بھائی ابوالفضل صاحب کے مقدمے سے علم ہوا کہ درود شریف کی سب سے عظیم و متبرک کتاب الحاج مولوی میر بہادر علی اقبال صاحب (حسابی) انجینئر کے مقدر میں آپ کے برادر خورد الحاج میر محی الدین علی صاحب عرف مقبول پاشا سول انجینئر کے ذریعہ مکہ شریف سے آئی۔ موصوف کا یہ احسان ہے کہ انہوں نے ابوالفضل صاحب کو ''بشائر الخیرات'' کی طباعت کی اجازت دی اور ہر لحاظ سے پر خلوص تعاون کیا' ورنہ شاید یہ کتاب طبع نہ ہوتی۔ آپ کے ان ہی ''خیرات'' پر بے شمار ''بشائر'' ہیں' جس کے لئے آپ قابل مبارک باد ہیں۔

میں نے اصل کتاب کے عربی متن کے پروف ریڈنگ کر کے تصحیح کر دی ہے۔ اس کی صحت پر شک نہیں کیا جا سکتا۔ کتابت نہایت عمدہ کروائی گئی ہے۔ خط بہت دیدہ زیب ہے اور پوری کتاب انتہائی خوبصورت طریقے پر مرصع و مزین کی گئی ہے۔

''بشائر الخیرات'' کی طباعت کے بعد اب مرحلہ اس کی نشر و اشاعت کا ہے۔ تمام اصحاب سلاسل خصوصاً سلسلۂ عالیہ قادریہ کے وابستگان سے میری پر خلوص درخواست ہے کہ وہ ضرور اس الہامی درود کو پھیلائیں اور اپنے روزمرہ کے وظائف و اوراد میں اسے شامل کر لیں پھر قدرت کا تماشہ دیکھیں' اس کی پڑھائی کے لئے صرف پانچ سات منٹ درکار

ہیں۔

سبحان اللہ اصلوات و درود اللہ تعالیٰ کے الہام سے ملیں اور ان کی فضیلت کے بارے میں حضور ﷺ فرمادیں کہ ان میں بے شمار فضیلتیں ہیں۔

"بشائر الخیرات" کے فضائل میں اس سے بڑھ کر اور کیا کہا جاسکتا ہے۔ مقدمہ کے آخر میں حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یہی ہے صلاۃ المصلین، قرآن الذاکرین، موعظۃ المتقین، وسیلۃ المتوسلین اور یہی ہے صلاۃ القرآن العظیم۔

"بشائر الخیرات" کی امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ اس کے ہر درود میں نبی الامی ﷺ کی دونوں صفات بَشِیْر، مُبَشِّر کے ساتھ مناسب آیتوں کو جمع کیا گیا ہے۔ اسی لئے ان درودوں کی تعبیر میں "الصلاۃ القرآن العظیم" کے الفاظ استعمال فرمائے گئے ہیں اور ہر ایک درود میں بشارت کے مستحقین کی صراحت فرمادی گئی ہے مثلاً مبشر للمومنین، مبشر للذاکرین، مبشر للعالمین، مبشر للاوابین، مبشر للتوابین...... یہی بشارات اور کتاب کے ہر درود میں بشیر و مبشر پر صلوات "بشائر الخیرات" کی وجہ تسمیہ ہے۔

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ "بشائر الخیرات" کو خوب پھیلائے، اس کا فیض عام ہو اور مولیٰ تعالیٰ اپنے تقرب سے قارئین کو نوازے اور حبیب پاک ﷺ کے وسیلہ سے ایسا فضل و کرم اُن کے شامل حال فرمادے جو اس کی تالیف کے وقت حضرت سیدنا غوث الاعظم رضی اللہ عنہ کے پیش نظر تھا۔

"وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ"

ننگِ اسلاف

سید حبیب اللہ قادری (رشید پادشاہ)
امیر جامعہ نظامیہ
شرحد ستخط
۲۴ ستمبر ۱۹۸۷ عیسوی

شاہ گنج، حیدرآباد، آندھرا پردیش
۲۹ محرم الحرام ۱۴۰۸ ہجری بروز پنجشنبہ

[illegible]

[illegible]

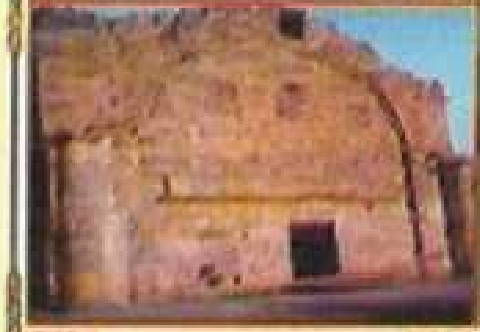

[illegible]

[illegible]